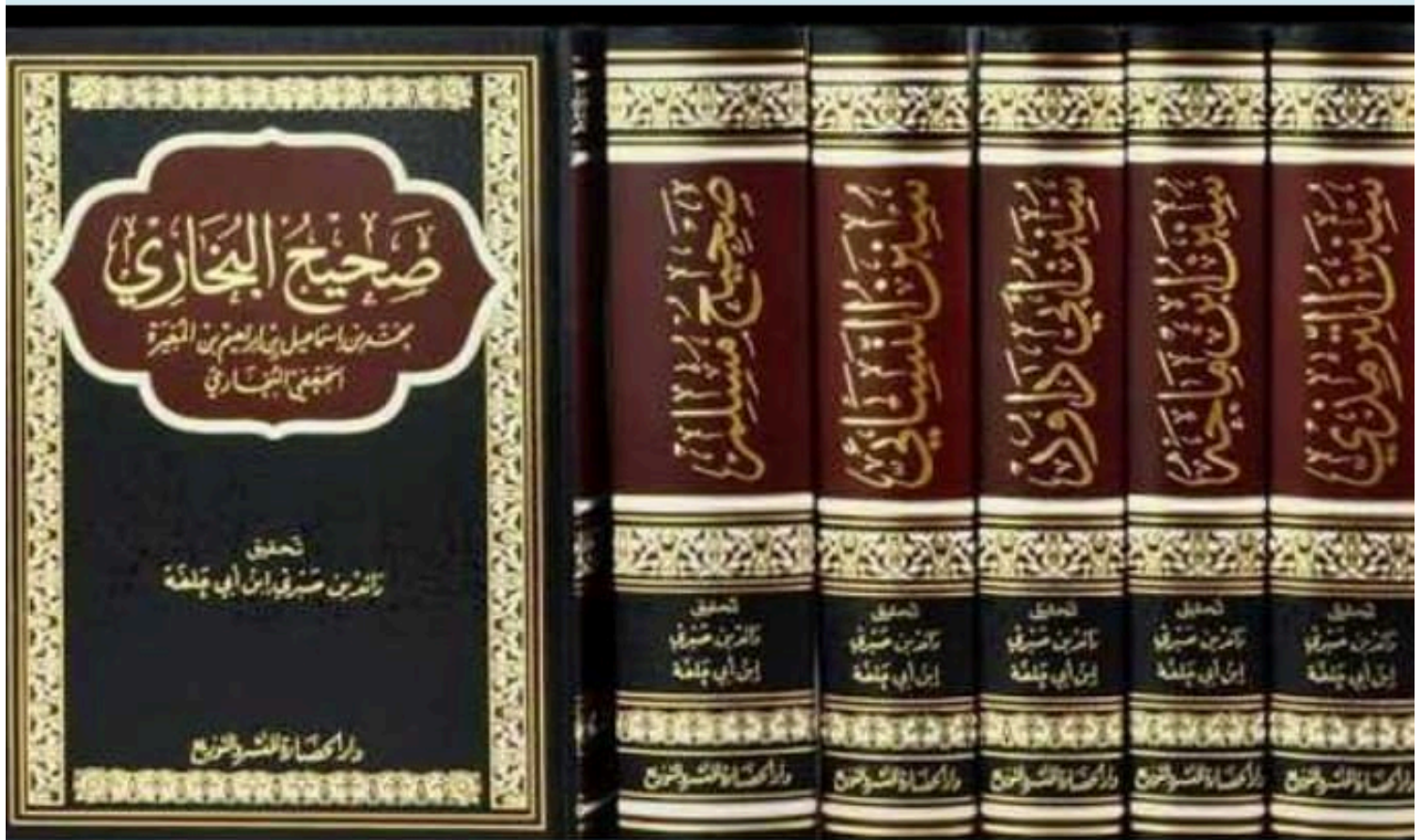




الاربعين

في الشمائل المحمديه وتراجم الرواة المحمديه



مرتب : حافظ محمد فيضان شهاب الدين عطاري

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذى خلق النبي ﷺ جميلاً مخلقاً
والصلوة والسلام على النبي ﷺ احسن الخلق مخلقاً
وعلى آله واصحابه واهل بيته الذين مداحين النبي ﷺ مخلقاً

اما بعد !

مرة في الصف قال استاذي الكريم مولانا جنيد رضا عطاري المدني مد ظله العالی : ان يكتب الاربعين على الشمائل المحمدية ﷺ

فبعده اهدت ان اكتب الاربعين على الشمائل المحمدية

فقد شرعت هذا العمل تحت نظر استاذي الكريم مولانا ابو احمد رفيق حسين عطاري المدني مد ظله العالی

فقد ختمت هذا الكتاب بعون الملك الرحمن ونصرته

فقد كتبت هذا الكتاب على الشمائل المحمدية واحوال الرواة ولهذا اسميتها ” الاربعين في الشمائل المحمدية وتراجم الرواة المحمدية “

هذا الكتاب مشتمل على ثلاثة ابواب :

(1) : الاول في الاربعين

(2) : والثاني في احوال الرواة

(3) : والثالث في ترجمة امام ترمذي رحمه الله

فقد كتبت هذا بحسن حظي

الله يختار هذا الفقير لدينه ويجعله مجاہداً في الصف الاول - آمين !



﴿الباب الاول﴾

﴿في الأربعين﴾

﴿حديث

﴿ترجمه

﴿تشریح

الباب الاول

(اربعین شریف)

الحمد لله رب العلمين والصلوة والسلام على سيدنا وسيد الانبياء والمرسلين

اما بعد! فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم ط

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

الصلوة والسلام عليك يا حبيب الله

الصلوة والسلام عليك يا نبي الله

و على آلك واصحبك يا نور الله

درد شریف کی فضیلت :

فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں : مسلمان جب تک مجھ پر درد شریف پڑھتا رہتا ہے فرشتے اس پر رحمتیں بھیجتے رہتے ہیں، اب بندے کی مرضی ہے کم پڑھے یا زیادہ۔

صلو اعلیٰ الحبيب! صلی اللہ علی محمد

40 حدیثیں پہنچانے کی فضیلت

فرمان مصطفیٰ ﷺ ہے : جو شخص میری امت تک پہنچانے کیلئے دین کے متعلق "40 حدیثیں" یاد کر لے گا تو اسے اللہ پاک قیامت کے دن عالم دین کی حیثیت سے اٹھائے گا اور روز قیامت میں اس کا شفیع (یعنی شفاعت کرنے والا) و گواہ ہوں گا۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : اس سے مراد چالیس احادیث کا لوگوں تک پہنچانا ہے اگرچہ وہ یاد نہ ہو۔ الحمد للہ حدیث پاک میں بیان کی گئی فضیلت اُس کو بھی حاصل ہوگی جو چھاپ (یعنی پرنٹ کروا) کر یاد دیکھ کر بیان کر کے یا کسی بھی ذریعے سے لوگوں تک 40 حدیثیں پہنچائے لہذا یہ فضیلت پانے کی نیت سے 40 فرامین مصطفیٰ ﷺ تحریر آپش کیے جاتے ہیں۔

الحديث الاول:

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالطَّوِيلِ وَلَا بِالْقَصِيرِ شَثْنُ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ صَحْمُ الرَّأْسِ
صَحْمُ الْكَرَارِيسِ طَوِيلُ الْمُسْرُبَةِ إِذَا مَشَى تَكْفَأُ تَكْفَأًا كَأَنَّمَا يَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ لَمْ أَرْ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -
(شمائل ترمذی، رقم الحديث: ۰۵، ص: ۱۷، مطبوعه دار الفیحاء)

ترجمہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ حضور اقدس ﷺ نہ زیادہ لمبے تھے، نہ ہی چھوٹا قد، ہتھیلیاں اور دونوں پاؤں پر گوشت تھے (یہ صفات مردوں کے لئے محمود ہیں اس لئے کہ قوت اور شجاعت کی علامت ہیں۔ عورتوں کے لئے مذموم ہیں) حضور ﷺ کا سر مبارک بھی بڑا تھا۔ اور اعضاء کے جوڑ کی ہڈیاں بھی بڑی تھیں۔ سینہ سے لے کر ناف تک بالوں کی ایک باریک دھاری تھی۔ جب حضور اقدس ﷺ چلتے تھے تو گویا لگتا کہ کسی اونچی جگہ سے نیچے کو اتر رہے ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ مزید فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ جیسا نہ حضور سے پہلے دیکھا اور نہ بعد میں دیکھا۔

تشریح: اس حدیث پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہری حسن بیان کیا گیا۔

✽ اس حدیث پاک میں بیان کیا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر انسان سے اعلیٰ و اکمل ہیں کہ جو چیزیں انسان کے عیوب میں سے ہیں تو وہ چیزیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور کر دی گئیں۔

واحسن منك لم ترقط عيني واجمل منك لم تلد النساء

خلقت مبرأ من كل عيب كانك قد خلقت كماتشاء

✽ اور دوسری بات یہ کہ جب آپ چلتے تو قدم جما جما کر رکھتے اور اس عمل سے امت کو یہ درس بھی ملا کہ چلنا ہے تو آہستہ آہستہ قدم جما کر چلنا ہے اور یہ بھی پتہ چلا کہ اس طرح سے چلنا سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے۔

الحديث الثاني:

عَنْ أَبِي بُرَيْدَةَ يَقُولُ جَاءَ سَلْمَانَ الْفَارِسِيُّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حِينَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ بِمَائِدَةٍ عَلَيْهَا رُطْبٌ فَوَضَعَهَا بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
فَقَالَ يَا سَلْمَانُ مَا هَذَا فَقَالَ صَدَقَةٌ عَلَيْكَ وَعَلَى أَصْحَابِكَ فَقَالَ ارْفَعْهَا فَإِنَّا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ قَالَ فَرَفَعَهَا
فَجَاءَ الْغَدَ بِمِثْلِهِ فَوَضَعَهُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا هَذَا يَا سَلْمَانُ فَقَالَ هَدِيَّةٌ لَكَ
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ أُبْسُطُوا

ثُمَّ نَظَرَ إِلَى الْحَائِمِ عَلَى ظَهْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَّنَ بِهِ

وَكَانَ لِلْيَهُودِ فَاشْتَرَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَذَا وَكَذَا دِرْهَمًا عَلَى أَنْ يَغْرِسَ لَهُمْ نَخْلًا فَيَعْمَلَ سَلَمَانُ فِيهِ حَتَّى تُطْعَمَ

فَغَرَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّخْلَ إِلَّا نَخْلَةً وَاحِدَةً غَرَسَهَا عُمَرُ فَحَمَلَتِ النَّخْلُ مِنْ عَامِهَا وَلَمْ تَحْمِلْ نَخْلَةً

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَأْنُ هَذِهِ النَّخْلَةِ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَا غَرَسْتُهَا

فَنَزَعَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَغَرَسَهَا فَحَمَلَتِ مِنْ عَامِهَا۔

(شمائل ترمذی، رقم الحدیث: ۲۰، ص: ۲۸، مطبوعہ دار الفیحاء)

ترجمہ:

حضرت ابو بربیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

ایک دسترخوان لے کر آئے جس میں تازہ کھجوریں تھیں اور حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔

حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ سلمان یہ کیسی کھجوریں ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کے ساتھیوں

پر صدقہ ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہم لوگ صدقہ نہیں کھاتے اس لئے اسے اٹھا لو، تو آپ رضی اللہ عنہ نے اسے اٹھالیا۔

دوسرے دن پھر حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کھجوروں کا طباق لائے اور حضور اقدس ﷺ کے سامنے رکھ دیا،

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ سلمان یہ کیسی کھجوریں ہیں؟

تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! یہ آپ ﷺ کے لئے ہدیہ ہے۔

تو حضور ﷺ نے صحابہ سے فرمایا اسے کھا لو۔

پھر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس ﷺ کی پشت مبارک پر مہر نبوت دیکھی تو مسلمان ہو گئے۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اس وقت یہودی کے غلام بنے ہوئے تھے۔ تو حضور ﷺ نے ان کو اتنے اتنے درہموں میں خریدا اور ساتھ

ہی ساتھ یہ شرط لگی کہ حضرت سلمان ان کے لئے کھجور کے درخت لگائیں اور ان درختوں کے پھل لانے تک ان کی خبر گیری

کریں۔ پس حضور ﷺ نے اپنے دست مبارک سے وہ درخت لگائے، سوائے ایک درخت کے جسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لگایا،

حضور ﷺ کا معجزہ تھا کہ سب درخت اسی سال پھل لے آئے مگر ایک درخت میں پھل نہ لگے۔

تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس درخت کو کیا ہو گیا ہے؟ (یعنی اس میں ابھی تک پھل کیوں نہیں آئے؟)

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اسے میں نے لگایا تھا۔

تو حضور ﷺ نے اس کو نکالا اور دوبارہ اپنے دست مبارک سے لگایا۔ حضور ﷺ کا دوسرا معجزہ یہ ہوا کہ بے موسم لگایا ہوا درخت بھی اسی سال پھل لے آیا۔

تشریح:

اس حدیث پاک میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان لانے اور آزادی کا واقعہ بیان کیا گیا۔

✽ سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب پتہ چلا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو سلمان فارسی رضی اللہ عنہ علامات نبوت چیک کرنے کے لیے حضور ﷺ کی بارگاہ میں آئے کیونکہ انہوں نے آخری نبی ﷺ کی 3 نشانیاں سنی تھیں :

(1) کہ وہ صدقہ نہیں کھائیں گے (2) ہدیہ (تحفہ) قبول کر لیں گے (3) پشت پر مہر نبوت ہوگی۔ (جمع الوسائل)

✽ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صدقہ آل محمد کے لیے حلال نہیں ہاں لیکن ہدیہ حلال ہے۔ (شمائل ترمذی)

✽ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آزاد کروایا۔

✽ اسی حدیث سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طاقت کا بھی اندازہ ہوا کہ حضور کے پاس ایسی طاقت ہے کہ بڑے سے بڑے درخت کو اکھاڑ کر دوبارہ

لگا دے اسی طرح کا واقعہ غزوہ خندق کی کھدائی کے درمیان بھی ہوا تھا کہ کھدائی کے وقت ایک بہت بڑا پتھر کھدائی کے بیچ میں آگیا تو صحابہ کرام میں سے ہر کسی نے اس پتھر کو ہٹانے کی کوشش کی لیکن پتھر نہیں ہٹا لیکن حضور ﷺ کی ایک ضرب سے ٹوٹ گیا۔

✽ اور ساتھ ہی ساتھ حضور کی برکت کا علم ہوا کہ حضور کی برکت سے اس درخت نے اسی سال پھل دے دیے۔

ہمیشہ جستجوے دید پیغمبر میں جیتے تھے غلامی میں حکومت کا مزہ * سلمان * لیتے تھے

مشاور تھے وہ خندق کھودنے کے، اور دلیری سے فروغ دین سرور کے لیے اعداء سے لڑتے تھے

الحديث الثالث:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَائِي وَاحِدٍ وَكَانَ لَهُ شَعْرٌ فَوْقَ الْجُمَّةِ وَدُونَ الْوُفْرَةِ۔

(شمائل ترمذی، رقم الحدیث: ۲۴، ص: ۳۰، مطبوعہ دار الفیحاء)

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اور حضور اقدس ﷺ ایک ہی برتن میں غسل کیا کرتے اور حضور اقدس ﷺ

کے بال مبارک ایسے پٹھوں سے جو کان کی لو تک ہوا کرتے ہیں ان سے زیادہ تھے۔ اور ان سے کم تھے جو مونڈھوں تک ہوتے ہیں۔ (یعنی نہ زیادہ لمبے تھے نہ چھوٹے بلکہ متوسط درجہ کے تھے)۔

تشریح:

اس حدیث پاک میں حضور ﷺ کے بالوں کا تذکرہ کیا گیا۔

✽ حضور ﷺ کے بال مبارک کبھی آدھے کان تک، کبھی پورے کان تک اور کبھی کندھے تک ہوتے، اس سے زیادہ نہ ہوتے۔ (شما نل محمدیہ)

✽ مردوں کے لیے کندھے سے نیچے بال رکھنا جائز نہیں۔ (بہارِ شریعت)

الحدیث الرابع:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْقِلٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ إِذَا غَبَّأَ-

(شما نل ترمذی، رقم الحدیث: ۳۴، ص: ۳۴، مطبوعہ دار الفیحاء)

ترجمہ:

حضرت عبد اللہ مغفل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ حضور اقدس ﷺ کنگھی کرنے کو منع فرماتے تھے مگر گاہے بگاہے۔
(یعنی مردوں کو زیادہ کنگھی کرنے سے منع فرماتے تھے)۔

تشریح:

✽ اس حدیث سے ہمیں یہ درس ملتا ہے کہ جو مرد حضرات جب دیکھو شیشے کے سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں کبھی بال کے ساتھ کچھ کرتے ہیں کبھی لباس کے ساتھ کچھ کرتے ہیں تو ان کو چاہیے کہ یہ سب کم کریں اور یہ بھی نہیں کہ بالکل کنگھی ہی نہ کرے کہ ایک ایک ہفتہ گزر جائے کنگھی نہ کرے بلکہ حضور ﷺ کے ارشاد کا مطلب: کہ کنگھی کرو لیکن کم۔

الحدیث الخامس:

عَنْ أَنَسٍ قَالَ رَأَيْتُ شَعْرَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَحْضُوبًا-

(شما نل ترمذی، رقم الحدیث: ۴۷، ص: ۳۹، مطبوعہ دار الفیحاء)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو بالوں میں خضاب کیا ہوا دیکھا۔

تشریح:

✽ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بالوں پہ مہندی لگانا جائز ہے۔ (بہارِ شریعت)

✽ مردوں کے لیے بالوں پر کالا کلا استعمال کرنا منع ہے۔ (بہارِ شریعت)

الحديث السادس:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِالْإِشْمِدِ فَإِنَّهُ يَجْلُو الْبَصَرَ وَيُنِيبُ الشَّعْرَ۔

(شمال ترمذی، رقم الحديث: ۵۲، ص: ۴۱، مطبوعہ دار الفیحاء)

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بھی حضور اقدس ﷺ سے یہی نقل کیا کہ اشمد سرمہ ضرور لگایا کرو وہ نگاہ کو بھی روشن کرتا ہے اور پلکیں بھی اگاتا ہے۔

تشریح: اس حدیث پاک میں سرمہ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

✽ اشمد ایک خاص قسم کا پتھر ہے جسے پس کر سرمہ بنایا جاتا ہے۔ (انٹرنیٹ)

✽ اشمد آنسوؤں، پھوڑوں کو خشک کرتا ہے آنکھوں کی صحت، مضبوطی، تقویت کا ذریعہ بنتا ہے، خصوصاً بوڑھوں اور بچوں کے لیے۔ (انٹرنیٹ)

✽ اشمد سرمے کے استعمال کی فضیلت کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے استعمال فرمایا،

اور اس کے استعمال کرنے کا حکم دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھلائی اور خیر ہی کا حکم دیتے ہیں۔ (شرح شمال ترمذی)

الحديث السابع:

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَسُوا الْبَيَاضَ فَإِنَّهَا أَطْهَرُ وَأَطْيَبُ وَكَفَّنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ۔

(شمال ترمذی، رقم الحديث: ۶۶، ص: ۴۷، مطبوعہ دار الفیحاء)

ترجمہ: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سفید کپڑے پہنا کرو۔ اس لئے کہ وہ زیادہ پاک و صاف ہوتا ہے اور اسی میں اپنے مردوں کو کفنایا کرو۔

تشریح: اس حدیث پاک میں سفید کپڑوں کا تذکرہ کیا گیا۔

✽ سفید کپڑے کو اطہر و اطیب اس لیے کہا گیا کہ جب اس پر میل کچل لگ جائے تو فوراً نظر آتی ہے اور فوراً اسے دھو کر صاف کر دیا جاتا ہے اسی لیے

اسے اطہر و اطیب کہا گیا۔ (جمع الوسائل)

✽ سفید لباس میں کفن کرنے کے ایک حکمت یہ بیان کی گئی کہ جب بندہ اپنے رب سے ملاقات کرے تو گناہوں سے پاک ہو سفید رنگ کی طرح صاف

ستھرا ہو اس کا ظاہر و باطن یکساں ہو جیسا کہ سفید لباس کا ظاہر و باطن یکساں ہوتا ہے۔ (شرح شمال ترمذی)

الحديث الثامن:

قَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ أَهْدَى دَحِيَّةَ لِلنَّبِيِّ ﷺ حَقَّيْنِ فَلَبِسَهُمَا۔

(شماںل ترندی، رقم الحديث: ۷۰، ص: ۴۹، مطبوعه دار الفیحاء)

ترجمہ:

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے دو موزے حضور ﷺ کے لیے تحفہ بھیجے تھے تو حضور ﷺ نے انہیں پہن لیا۔

تشریح:

اس حدیث پاک میں موزوں کا تذکرہ کیا گیا۔

✽ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ ایک جلیل القدر صحابی ہیں کہ بعض اوقات جبرائیل علیہ السلام ان کی صورت میں وحی لے کر اترتے۔ (شماںل)
✽ فللبسہما سے یہ پتہ چلا کہ حضور ﷺ کو جب کوئی تحفہ دیا جاتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے قبول فرمالیتے۔

الحديث التاسع:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ لَتَغَلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَبْلَانِ۔

(شماںل ترندی، رقم الحديث: ۷۵، ص: ۵۱، مطبوعه دار الفیحاء)

ترجمہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی یہی نقل فرماتے ہیں، کہ حضور اقدس ﷺ کے نعلین شریف کے دو تسمے تھے۔

تشریح:

اس حدیث پاک میں حضور ﷺ کے نعلین شریفین کا تذکرہ کیا گیا۔

✽ آپ ﷺ بالعموم بالوں سے صاف چمڑے کے جوتے استعمال کرتے تھے۔ (شرح شماںل ترندی)

✽ ہمارے آقا و مولا محمد مصطفیٰ ﷺ کے نعلین مبارک کا نقش بنا کر اپنے پاس رکھنا یا لگانا باعث برکت ہے جس کے فوائد بے شمار ہیں اور اس کی فضیلت و برکت پر ائمہ کرام نے باقاعدہ کتب تصنیف فرمائیں اور ان میں نعلین پاک کے نقشے تحریر فرمائے اور نقش مبارک کو بوسہ دینے آنکھوں سے لگانے سر پر رکھنے کا حکم فرماتے رہے اور دفع امراض و حصول اغراض میں اس سے توسل فرمایا کرتے، اور بفضل الہی عظیم و جلیل برکات و آثار

اس سے پایا، کئی علماء فرماتے ہیں جس کے پاس نعلین مبارک کا نقش ہو گا وہ ظالموں کے ظلم، حاسدوں کی نظر اور شیطان کے شر سے محفوظ رہے گا اور جو ہمیشہ پاس رکھے گا لوگوں میں معزز ہو گا اسے زیارت روضہ مقدس نصیب ہوگی یا خواب میں زیارت حضور اقدس ﷺ سے مشرف ہوگا، جس قافلہ میں نقش نعل پاک ہو نہ لٹے، جس کشتی میں ہو نہ ڈوبے، جس مال میں ہو چوری نہ ہو، جس حاجت میں اس سے توسل کیا جائے پوری ہو جس مراد کی نیت سے پاس رکھیں پوری ہو اس باب میں حکایت صلحاء و روایات علماء بکثرت ہیں۔ (مفتی ہاشم صاحب مدظلہ العالی)

ذّرے جھڑ کر تری بیزاروں کے تاج سربنتے ہیں سیاروں کے

❖ مشکل الفاظ کے معانی : ذّرے : انتہائی باریک اور نہایت چھوٹے ٹکڑے، پیزاروں : یعنی نعلین مبارک (جوتے)، سیاروں : گردش کرنے والے ستارے۔

مفہوم : حضور نبی کریم ﷺ کی مبارک نعلین یعنی جوتوں سے جھڑ کر گرنے والی خاک کے ذروں کی عظمت و بلندی کا عالم ایسا ہے کہ یہ آسمان کے ستاروں جیسے سورج چاند وغیرہ کے سروں کی تاج بنتے ہیں تو پھر آپ کی ذات اعلیٰ کی شان رفعت کا کیا عالم ہوگا۔

تمہارے ذرے کے پر تو ستارہائے فلک تمہارے نعل کی ناقص مثل ضیائے فلک
یا نبی دیکھایہ رتبہ آپ کی نعلین کا عرش نے چوما ہے تلوار آپ کی نعلین کا
آپ کی خدمت کا مجھ کو کاش مل جاتا شرف باندھتا ہوں سے تمہ آپ کے نعلین کا

الحديث العاشر:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اتَّخَذَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَاتَمًا مِنْ وَرَقٍ فَكَانَ فِي يَدِهِ ثُمَّ كَانَ فِي يَدِ عُمَرَ حَتَّى وَقَعَ فِي بَيْتِ أَرَابِيسَ نَقْشُهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ -

(شمائل ترمذی، رقم الحدیث: ۸۹، ص: ۵۷، مطبوعہ دار الفیحاء)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی وہ انگوٹھی حضور اقدس ﷺ کے دست مبارک میں رہی، پھر حضرت ابو بکر کے پھر حضرت عمر کے پھر حضرت عثمان کے پھر ان ہی کے زمانہ میں بئر اریس میں گر گئی تھی۔ اس انگوٹھی کا نقش محمد رسول اللہ تھا۔

تشریح: اس حدیث پاک میں حضور ﷺ کی انگوٹھی مبارک کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

❖ بئر اریس : یہ ایک مشہور کنواں ہے جو مسجد قباء کے قریب ہے۔ (جمع الوسائل)

❖ مرد کے لیے صرف چاندنی کی انگوٹھی پہننا جائز ہے اس کے علاوہ باقی تمام دھاتوں کی انگوٹھی پہننا حرام ہے۔ (قانون شریعت)

الحديث الحادى عشر:

عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَتْ قَبِيلَةُ سَيْفِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ فِضَّةٍ

(شمائل ترمذی، رقم الحديث: ۹۹، ص: ۶۱، مطبوعہ دار الفیحاء)

ترجمہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کی تلوار کا دستہ چاندی کا تھا۔

تشریح:

اس حدیث پاک میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تلوار مبارک کا ذکر کیا گیا۔
❖ قبیلہ وہ ہے جو تلوار کے پکڑنے کی جگہ کے شروع میں ہو چاہے چاندی کا ہو یا لوہے کا یا کسی دوسری دھات کا۔

الحديث الثانى عشر:

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَلَيْهِ يَوْمَ أُحُدٍ دِرْعَانِ قَدْ ظَاهَرَ بَيْنَهُمَا۔

(شمائل ترمذی، رقم الحديث: ۱۰۴، ص: ۶۳، مطبوعہ دار الفیحاء)

ترجمہ:

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کے بدن مبارک پر جنگ احد میں دو زریں تھیں جن کو اوپر نیچے پہن رکھا تھا۔

تشریح:

اس حدیث پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زرہ کے بارے میں بیان کیا گیا۔
❖ ظَاهَرَ بَيْنَهُمَا سے مراد یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک زرہ کے اوپر دوسرا پہنا ہوا تھا نہ کہ ایک کو بدل کر دوسرا پہنا۔ (جمع الوسائل)
❖ جنگ احد سترہ شوال ۳ھ میں مسلمانوں اور مشرکین مکہ کے درمیان احد کے پہاڑ کے دامن میں ہوئی۔ (ماہنامہ دعوت اسلامی)

الحديث الثالث عشر:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ مَغْفَرٌ۔

(شمال ترمذی، رقم الحديث: ۱۰۵، ص: ۶۳، مطبوعہ دار الفیحاء)

ترجمہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ فتح مکہ کے دن جب شہر میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ کے سر مبارک پر جنگی ٹوپی تھی۔

تشریح:

اس حدیث پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگی ٹوپی کا تذکرہ کیا گیا۔
✽ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے اپنی حیات ظاہری میں جنگی ٹوپی کا استعمال کیا۔

الحديث الرابع عشر:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ دَسْمَاءٌ۔

(شمال ترمذی، رقم الحديث: ۱۱۱، ص: ۶۵، مطبوعہ دار الفیحاء)

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ایک مرتبہ خطبہ دیا اور آپ ﷺ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا۔

تشریح:

اس حدیث پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمامہ شریف کا تذکرہ کیا گیا۔
✽ اس حدیث پاک میں جو خطبہ کا لفظ آیا ہے اس سے مراد حضور ﷺ کا آخری خطبہ ہے جو انہوں نے حالت مرض میں دیا۔ (جمع الوسائل)
✽ عِمَامَةٌ دَسْمَاءٌ کا معنی ہے عِمَامَةٌ سَوْدَاءٌ یعنی کہ سیاہ عمامہ۔ (لغت)

الحديث الخامس عشر:

عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَخْرَجَتْ إِلَيْنَا عَائِشَةُ كِسَاءً مُلَبَّدًا وَإِذَا رَأَى غُلِيظًا فَقَالَتْ قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَيْنِ (شماں ترمذی، رقم الحديث: ۱۱۲، ص: ۶۷، مطبوعہ دار الفیحاء)

ترجمہ: حضرت ابو بردہ اپنے والد (حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہمیں ایک پیوند لگی ہوئی چادر اور ایک موٹی تہبند دکھائی اور یہ فرمایا کہ آپ ﷺ کا وصال ان دو کپڑوں میں ہوا تھا۔

تشریح: اس حدیث پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تہبند شریف کا ذکر کیا گیا۔

﴿قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ فِي هَذَيْنِ﴾ ای تو اضعاء و انکسار اور عبودیۃ و افتقار، و اجابۃ لدعائہ مرارا ”اللہم احییٰ مسکینا و امتنی مسکینا“۔
اس حدیث سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عاجزی بھی معلوم ہوئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو مالک کونین ہیں جن کے صدقے میں دنیا بنی ہے وہ اتنی عاجزی کر رہے تو ہمیں کس بات کا تکبر ہے؟

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آثار الصالحین اور ان کے ملبوسات و سامان سے تبرک حاصل کرنا مندوب ہے۔ (شرح شماں ترمذی)
اسی لیے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اس چادر مبارک اور تہبند مبارک کو بطور تبرک محفوظ رکھا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا۔

الحديث السادس عشر:

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَشَى تَكَفُّوا تَكْفُّوا كَأَنَّمَا يَنْحَطُّ مَنْ صَبَبَ۔

(شماں ترمذی، رقم الحديث: ۱۱۸، ص: ۶۹، مطبوعہ دار الفیحاء)

ترجمہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ جب چلتے تو کچھ جھک کر چلتے گویا کہ بلندی سے اتر رہے ہیں۔

تشریح:

اس حدیث پاک میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چلنے کی کیفیت کو بیان کیا گیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ چلتے تو جھک کے چلتے کہ دیکھنے والے کو لگتا کہ آپ بلندی سے نیچے اتر رہے ہیں۔
اور ساتھ ہی ساتھ امت کو یہ درس بھی دیا کہ جب چلے تو نیچے دیکھتے ہوئے چلے اڑتے ہوئے نہ چلے اور نہ ہی متکبرانہ چال چلے۔

الحديث السابع عشر:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَلَسَ فِي الْمَسْجِدِ احْتَبَى بِيَدَيْهِ -

(شمائل ترمذی، رقم الحديث: ۱۲۲، ص: ۷۱، مطبوعه دار الفیحاء)

ترجمہ:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ جب مسجد میں تشریف رکھتے تھے تو گوٹ مار کر (یعنی کہ آپ ﷺ اپنے پاؤں مبارک کو پیٹ مبارک سے ملا کر) تشریف رکھتے تھے۔

تشریح:

اس حدیث پاک میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بیٹھنے کی کیفیت کو بیان کیا گیا۔

✽ احْتَبَى سے مراد ہے کہ اپنے دونوں ہاتھوں سے پاؤں اور پیٹ کو ملا کر پیٹ سے جھکڑ لیں یا پھر ہاتھوں کی بجائے کپڑوں سے جھکڑ لیں تو یہ بھی احْتَبَى کہلاتا ہے۔ (جمع الوسائل)

✽ حضور ﷺ کی مسجد میں بیٹھنے کی کیفیت کا جب تذکرہ کیا جاتا ہو تو اس میں چار زانوں بھی آتا ہے، احتبی بھی تو کبھی استلقاء بھی اور کبھی حالت تشهد کا ذکر بھی ملتا ہے تو یہ سب آپ ﷺ کا اپنی امت پر احسان ہے کہ مسجد میں بیٹھنا چاہو تو اس طرح بھی بیٹھ سکتے ہو اور اس طرح بھی۔

الحديث الثامن عشر:

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّكِئًا عَلَى وَسَادَةٍ عَلَى يَسَارِهِ -

(شمائل ترمذی، رقم الحديث: ۱۲۳، ص: ۷۲، مطبوعه دار الفیحاء)

ترجمہ:

حضرت جابر بن سمرة رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو ایک تکیہ پر ٹیک لگائے ہوئے دیکھا جو بائیں جانب رکھا ہوا تھا۔

تشریح:

اس حدیث پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ٹیک لگانے کے بارے میں تذکرہ کیا گیا۔

✽ علی یسارہ: ای حال کو نہا موضوعۃ علی جانبہ الایسر وهو لبيان الواقع لا للتقييد، فيجوز الاتكاء على الوسادة يمينا ويسارا۔ (جمع الوسائل)

✽ اس حدیث پاک میں جو حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ”میں نے حضور اقدس ﷺ کو ایک تکیہ پر ٹیک لگائے ہوئے دیکھا جو بائیں جانب رکھا ہوا تھا“ یہ صرف بیان کرنے کیلئے ہیں قید کرنے کیلئے نہیں۔ (جمع الوسائل)

✽ تو تکیہ پر سیدھی طرف سے یا پھر الٹی طرف سے ٹیک لگانا دونوں ہی جائز ہے۔

الحديث التاسع عشر:

عَنِ الثُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ يَقُولُ أَلَسْتُ فِي طَعَامٍ وَشَرَابٍ مَا شِئْتُمْ لَقَدْ رَأَيْتُ نَبِيَّكُمْ ﷺ وَمَا يَجِدُ مِنَ الدَّقْلِ مَا يَمْلَأُ بَطْنَهُ۔
(شمائل ترمذی، رقم الحدیث: ۱۳۲، ص: ۷۶، مطبوعہ دار الفیحاء)

ترجمہ:

حضرت ثعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کیا تم لوگ کھانے پینے میں اپنی مرضی کے موافق منہمک نہیں ہو (اور جتنا دل چاہے تم لوگ نہیں کھاتے ہو؟) حالانکہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں ردی کھجوریں پیٹ بھر نہیں تھیں۔

تشریح:

اس حدیث پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زندگی گزارا کرنے کے بارے میں تذکرہ کیا گیا۔

✽ نبیکم: ای مخاطبہم ترغیباً لهم الى القناعة بالموافقة في الاعراض عن متاع الدنيا وترهيباً عن المخالفة لحصول الكمال في العقبى۔

✽ یہاں پر اس حدیث پاک سے مراد کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو مالک کل کائنات ہے تو وہ ردی قسم یعنی گھٹیا کھجوروں پر بھی قناعت فرمالیتے تھے مگر ردی کھجوریں بھی اتنی ہوتی کہ اس سے شکم سیری بھی نہیں ہوتی تھی، جب کہ تمہارا یہ عالم ہے کہ تم دنیاوی نعمتوں کی فراوانی میں مستغرق ہو گئے ہو۔ (شرح شمائل ترمذی)

✽ اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ۝

ترجمہ کنزالایمان: اگر احسان مانو گے تو میں تمہیں اور دوں گا اور اگر ناشکری کرو تو میرا عذاب سخت ہے۔

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ: اگر تم میرا شکر ادا کرو گے تو میں تمہیں اور زیادہ عطا کروں گا۔

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم سے فرمایا ”اے بنی اسرائیل! یاد کرو جب تمہارے رب نے اعلان فرمادیا کہ اگر تم اپنی نجات اور دشمن کی ہلاکت کی نعمت پر میرا شکر ادا کرو گے اور ایمان و عمل صالح پر ثابت قدم رہو گے تو میں تمہیں اور زیادہ نعمتیں عطا کروں گا اور اگر تم کفر و معصیت کے ذریعے میری نعمت کی ناشکری کرو گے تو میں تمہیں سخت عذاب دوں گا۔ (روح البیان، ابراہیم، تحت الآیۃ: ۵، ۴ / ۳۹۹-۴۰۰)

❖ شکر کی حقیقت :

اس آیت سے معلوم ہوا کہ شکر سے نعمت زیادہ ہوتی ہے۔ شکر کی حقیقت یہ ہے کہ نعمت دینے والے کی نعمت کا اس کی تعظیم کے ساتھ اعتراف کرے اور نفس کو اس چیز کا عادی بنائے۔ یہاں ایک باریک نکتہ یہ ہے کہ بندہ جب اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اس کے طرح طرح کے فضل و کرم اور احسان کا مطالعہ کرتا ہے تو اس کے شکر میں مشغول ہوتا ہے، اس سے نعمتیں زیادہ ہوتی ہیں اور بندے کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھتی چلی جاتی ہے یہ مقام بہت برتر ہے اور اس سے اعلیٰ مقام یہ ہے کہ نعمت دینے والے کی محبت یہاں تک غالب ہو جائے کہ دل کا نعمتوں کی طرف میلان باقی نہ رہے، یہ مقام صدیقیوں کا ہے۔ (خازن، ابراہیم، تحت الآیۃ: ۷، ۳ / ۷۵-۷۶)

الحديث العشرون:

عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَكَلَ طَعَامًا لَعَنَ أَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ (شمال ترمذی، رقم الحديث: ۱۴۲، ص: ۸۲، مطبوعہ دار الفیحاء)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ حضور اقدس ﷺ جب کھانا تناول فرماتے تو اپنی تینوں انگلیاں چاٹ لیا کرتے تھے۔

تشریح: اس حدیث پاک میں حضور کے کھانے کا انداز بیان کیا گیا ہے۔

❖ حضور ﷺ کی 3 انگلیاں: (1) ابہام (انگوٹھا) (2) سبابہ (شہادت) (3) وسطی (درمیان والی) (جمع الوسائل)

❖ چاٹنے کی ترتیب: پہلے وسطی پھر سبابہ اور پھر ابہام۔ (شرح شمال ترمذی)

❖ اگر کھانا جچ سے کھایا جائے تو بھی جائز ہے لیکن بعض صالحین رحمہ اللہ المبین نے اس سے پرہیز کیا۔

الحديث الحادی والعشرون:

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ مِنْ حُبِّهِ الشَّعْبِ يَوْمَئِذٍ مُتَتَابِعِينَ حَتَّى قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ۔

(شمال ترمذی، رقم الحديث: ۱۴۶، ص: ۸۴، مطبوعہ دار الفیحاء)

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کی وفات تک حضور ﷺ کے اہل و عیال نے مسلسل دو دن کبھی جو کی روٹی سے پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔

تشریح:

اس حدیث پاک میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی روٹی مبارک کا تذکرہ کیا گیا۔

❦ اہل بیتہ: یعنی عیالہ الذین کانوا فی مؤنتہ، ولیس المراد بہم من حرمت علیہم الصدقة۔ (جمع الوسائل)

❦ اس حدیث میں آیا کہ حضور اور حضور کے اہل و عیال نے کبھی بھی مسلسل دودن کبھی جو کی روٹی سے پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا اس کے باوجود بھی وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہے اور عاجزی اور انکساری سے کام لیتے رہے تو ہمیں کیا ہو گیا ہے کہ ہم اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کرتے ہمیں بھی چاہیے کہ ہم بھی اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔

الحديث الثانی والعشرون:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُوا الزَّيْتِ وَأَذْهِنُوا بِهِ فَإِنَّهُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ۔
(شمائل ترمذی، رقم الحدیث: ۱۶۱، ص: ۹۰، مطبوعہ دار الفیحاء)

ترجمہ:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ارشاد نقل کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ زیتون کا پھل کھاؤ اور مالش کرو اس لئے کہ وہ مبارک درخت سے پیدا ہوتا ہے۔

تشریح:

اس حدیث پاک میں زیتون کا تذکرہ کیا گیا۔

❦ وَأَذْهِنُوا بِهِ: امر من الأذهان بتشديد الدال، وهو استعمال الدهن و امثال هذا الامر للاستحباب لمن كان قادرا عليه۔ (جمع الوسائل)
❦ اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ^ط
ترجمہ کنز الایمان: برکت والے پیڑ زیتون سے جو نہ پورب کا نہ کچھم کا قریب ہے کہ اس کا تیل بھڑک اٹھے اگرچہ اسے آگ نہ چھوئے۔
مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ زَيْتُونَةٍ: برکت والے درخت زیتون سے۔

زیتون کا درخت انتہائی برکت والا ہے کیونکہ اس میں بہت سارے فوائد ہیں، جیسے اس کا روغن جس کو زیت کہتے ہیں انتہائی صاف اور پاکیزہ روشنی دیتا ہے۔ سر میں بھی لگایا جاتا ہے اور سالن کی جگہ روٹی سے بھی کھایا جاتا ہے۔ دنیا کے اور کسی تیل میں یہ وصف نہیں۔ زیتون کے درخت کے پتے نہیں گرتے۔ یہ درخت نہ سرد ملک میں واقع ہے نہ گرم ملک میں بلکہ ان کے درمیان ملک شام ہے کہ نہ اُسے گرمی سے نقصان پہنچے نہ سردی سے اور وہ نہایت عمدہ و اعلیٰ ہے اور اس کے پھل انتہائی معتدل ہیں۔

(خازن، النور، تحت الآية: ۳۵، ۳ / ۳۵۳-۳۵۴، ملخصاً)

الحديث الثالث والعشرون:

عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَعِنْدَهُ طَعَامٌ فَقَالَ أُذُنُ يَأْبُيَّ فَسَعِدَ اللَّهُ تَعَالَى وَكُلْ بِبَيْمِينِكَ وَكُلْ بِمَا يَلِيكَ۔ (شمال ترمذی، رقم الحديث: ۱۹۲، ص: ۱۰۶، مطبوعه دار الفیحاء)

ترجمہ:

حضرت عمر بن ابو سلمہ رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور اقدس ﷺ کے پاس کھانا رکھا ہوا تھا آپ ﷺ نے فرمایا: اے میرے بیٹے قریب ہو جاؤ اور بسم اللہ کہہ کر دائیں ہاتھ سے اپنے قریب سے کھانا شرع کرو۔

تشریح:

اس حدیث پاک میں کھانے سے پہلے کی دعا اور کھانا کہاں سے کھایا جائے اور کس ہاتھ سے کھایا جائے اس کا تذکرہ آیا ہے۔
✽ اس حدیث پاک میں کھانے کے 3 آداب بتائے گئے: (1) کھانا بسم اللہ سے شروع کریں (2) دائیں ہاتھ سے کھائیں (3) اپنے سامنے سے کھائیں۔
✽ أُذُنُ يَأْبُيَّ سے ہمیں یہ درس ملا کہ ہم اپنے چھوٹوں پر شفقت کریں ان سے محبت کریں۔
✽ کھانے سے پہلے بسم اللہ اسی لیے پڑھی جاتی ہے کہ کھانے میں برکت ہو جائے گی اور جو اس کے نقصان دہ اثرات ہو تو وہ بھی دور ہو جائیں گے۔
✽ اور جو کہا گیا کہ کھانا سیدھے ہاتھ سے کھاؤ تو صرف کھانا ہی نہیں بلکہ عزت و شرف اور احترام و اکرام کے تمام کام دائیں ہاتھ سے کرنے چاہیے اگر عذر ہے تو بایاں ہاتھ استعمال کیا جائے ورنہ نہیں۔ (جمع الوسائل)
✽ اور اپنے سامنے سے کھاؤ اسی لیے کہا گیا کہ اگر برتن میں ایک ہی جیسا کھانا ہو لیکن بندہ آگے پیچھے دائیں بائیں سے کھائے تو اس سے اس کا غیر مہذب ہونا اور اس کا حریص ہونا ثابت ہو رہا ہے اور اگر کھانا ایک ہی برتن میں مختلف ہو تو آگے پیچھے سے اٹھا کر کھا سکتا ہے اور اگر کھانا برتن میں ایک ہی جیسا ہو تو آگے پیچھے سے کھایا جائے تو اس سے برکت میں کمی ہوتی ہے۔ (آداب طعام)

الحديث الرابع والعشرون:

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَأْكُلُ الْبَطِيطِخَ بِالرُّطْبِ۔

(شمال ترمذی، رقم الحديث: ۲۰۰، ص: ۱۰۹، مطبوعه دار الفیحاء)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ تربوز کو تازہ کھجوروں کے ساتھ نوش فرماتے تھے۔

تشریح:

اس حدیث پاک میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پھل کھانے کا تذکرہ کیا گیا۔

✽ بطبخ کے معنی میں اختلاف ہے بعض نے اسے خر بوزہ اور بعض نے تربوز قرار دیا۔ (لغت)

✽ ترمذی میں ہے کہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تربوز سرد ہے اور کھجور کی گرمی کو معتدل کر دیتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ اس میں حدیث نقل کی جس کا مفہوم یہ ہے کہ حضور ﷺ جب کھجور اور تربوز کھاتے تو حضور ﷺ فرماتے کہ کھجور کی گرمی تربوز کی ٹھنڈک کو دور کر دیتی ہے اور تربوز کی ٹھنڈک کھجور کی گرمی کو دور کر دیتی ہے۔ (ترمذی)

الحديث الخامس والعشرون:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ أَحَبَّ الشَّرَابِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْخَلُّو الْبَارِدُ۔

(شماں ترمذی، رقم الحدیث: ۲۰۶، ص: ۱۱۲، مطبوعہ دار الفیحاء)

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کو پینے کی سب چیزوں میں میٹھی اور ٹھنڈی چیز مرغوب تھی۔

تشریح:

اس حدیث پاک میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پینے کی جو سب سے مرغوب چیز تھی اس کا تذکرہ کیا گیا۔

✽ اس حدیث پاک میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ٹھنڈا پانی پینا ثابت ہے۔

✽ منقول ہے کہ جب پانی میں مٹھاس اور ٹھنڈک جمع ہو جائے تو یہ حفظ صحت کی ضمانت ہے کہ یہ جسم سے حرارت کو دور کرتا ہے۔ (جمع الوسائل)

✽ منقول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شہد کا شربت جو میٹھا اور خوب ٹھنڈا ہوتا نوش فرماتے۔ (شرح شماں ترمذی)

✽ شماں ترمذی مکتبہ دار الفیحاء کے حاشیے میں اس حدیث پاک کے تحت لکھا ہوا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کون سا

پانی زیادہ پاک ہے؟ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ٹھنڈا اور میٹھا پانی۔ (شماں ترمذی)

الحديث السادس والعشرون:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ شَرِبَ مِنْ زَمْزَمَ وَهُوَ قَائِمٌ -

(شماںل ترمذی، رقم الحديث: ۲۰۸، ص: ۱۱۵، مطبوعہ دار الفیحاء)

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے زمزم کا پانی کھڑے ہونے کی حالت میں نوش فرمایا۔

تشریح:

اس حدیث پاک میں حضور کے آب زم زم پینے کے طریقے کو بیان کیا گیا۔

✽ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آب زم زم کھڑے ہو کے پینا سنت مبارک ہے۔

✽ آب زم زم پیتے وقت یہ دعا مسنون ہے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا وَاسِعًا وَشِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ۔ اے اللہ میں تجھ سے علم نافع اور فراخی رزق اور ہر بیماری سے شفاء کا سوال کرتا ہوں۔

الحديث السابع والعشرون:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ كَانَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا تَبَسُّمًا -

(شماںل ترمذی، رقم الحديث: ۲۲۹، ص: ۱۲۵، مطبوعہ دار الفیحاء)

ترجمہ:

حضرت عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ کا ہنسنا تبسم سے زیادہ نہیں ہوتا تھا۔

تشریح:

اس حدیث پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تبسم فرمانے کو بیان کیا گیا۔

✽ ہنسنے کی 3 صورتیں ہیں: (1) تبسم: منہ کھل جاتا ہے مگر آواز نہیں آتی،

(2) ضحک: یعنی ہنسنا منہ بھی کھل جاتا ہے نواجذ بھی ظاہر ہو جاتے ہیں، اور ہنسنے کی ہلکی سی آواز بھی آتی ہے،

(3) قہقہہ: انسان کا پورا منہ کھل جاتا ہے خوب آواز سے ہنستا ہے یہ ہنسنے کی آخری اور انتہائی قسم ہے جو ناپسندیدہ ہے۔

✽ حضور اقدس سے تبسم اور ضحک تو ثابت ہے مگر قہقہہ ثابت نہیں۔ (جمع الوسائل)

✽ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکثر اوقات تبسم ہی فرماتے لیکن بعض اوقات حضور سے شجک بھی ثابت ہے۔

✽ جیسا کہ شامل ترمذی میں حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے یہاں تک کہ آپ کے نواجذ ظاہر ہو گئے۔ (شامل ترمذی)

الحديث الثامن والعشرون:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ يَا ذَا الْأُذُنَيْنِ -

(شامل ترمذی، رقم الحدیث: ۲۳۶، ص: ۱۲۸، مطبوعہ دار الفیحاء)

ترجمہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ان کو ایک مرتبہ مزاحاً یا ذالاذنین فرمایا یعنی اے دوکان والے۔

تشریح:

اس حدیث پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاح اور دل لگی کو بیان کیا گیا ہے۔

✽ يَا ذَا الْأُذُنَيْنِ: ویسکن فی النہایۃ معناہ الخض، والتنبیہ علی حسن الاستماع لما یقال لہ لان السمع بحاسۃ الاذن۔ (جمع الوسائل)

✽ يَا ذَا الْأُذُنَيْنِ: کا مطلب ہے اے دوکان والے! ایک طرف تو یہ مذاق ہے اور دوسری طرف یہ حق بھی ہے کہ واقعی دوکان ہوتی ہے۔

✽ اس حدیث سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاح کرنا ثابت ہوا۔

✽ مزاح میں جھوٹ بولنا ایسے ہی ہے جیسے عدا (یعنی جان بوجھ کر) جھوٹ بولے، مذاق میں بھی جھوٹ بولنا جائز نہیں۔ (بہار شریعت)

الحديث التاسع والعشرون:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ تِسْعَ رَكَعَاتٍ -

(شامل ترمذی، رقم الحدیث: ۲۷۰، ص: ۱۵۲، مطبوعہ دار الفیحاء)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ رات کو نو رکعات پڑھتے تھے۔

تشریح:

اس حدیث پاک میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے رات کی نمازوں کا تذکرہ ہے۔

✽ نور رکعات کی تفصیل: نو میں سے چھ رکعات تہجد کی اور تین رکعات وتر کی ہوتی۔ (جمع الوسائل)

الحديث الثلاثون:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الصُّبْحِيَّ سِتَّ رَكَعَاتٍ -

(شمال ترمذی، رقم الحديث: ۲۸۴، ص: ۱۵۸، مطبوعہ دار الفیحاء)

ترجمہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ صلوٰۃ الصبح یعنی چاشت کی چھ رکعات پڑھا کرتے تھے۔

تشریح:

اس حدیث پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز چاشت کا تذکرہ کیا گیا۔

✽ نماز چاشت کا وقت سورج کے بلند ہونے سے لے کر زوال آفتاب تک کا ہے۔ (جمع الوسائل)

✽ امام اعظم کے نزدیک نماز چاشت مستحب ہے۔ (شرح شمال ترمذی)

✽ اس حدیث پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز چاشت کی 6 رکعتیں بیان کی گئی اور اس کے علاوہ مختلف احادیث میں جو چاشت کی رکعات

آئی ہیں کبھی کسی میں 2 آئی ہیں کسی میں 4 کسی میں 8 اور زیادہ سے زیادہ 12۔

الحديث الحادى والثلاثون:

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ إِلَّا شَعْبَانَ وَرَمَضَانَ -

(شمال ترمذی، رقم الحديث: ۲۹۵، ص: ۱۶۴، مطبوعہ دار الفیحاء)

ترجمہ:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو رمضان و شعبان کے علاوہ کسی اور ماہ کے

روزے پے درپے رکھتے نہیں دیکھا۔

تشریح:

اس حدیث پاک میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روزوں کا تذکرہ کیا گیا۔

✽ صوم کا لغوی معنی ہے الامساک یعنی رکنا۔

❖ صوم کی اصطلاحی تعریف:

شریعت میں صبح صادق سے غروب آفتاب تک نیتِ معتبرہ کے ساتھ کھانے پینے اور جماع کرنے سے رک جاناروزہ ہے۔ (نور الایضاح)
❖ اس حدیث پر ایک اعتراض وارد ہوتا ہے کہ دوسری احادیث میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کے علاوہ کسی اور ماہ کے مسلسل روزے نہیں رکھے لیکن اس حدیث میں رمضان کے ساتھ شعبان کو بھی ملا دیا؟

* اول یہ کہ اس حدیث میں تمام شعبان کو مبالغہ کے طور پر کہا گیا کہ حضور اکرم کی عادت شریفہ اکثر شعبان کے روزے رکھنے کی تھی۔

* دوسری صورت یہ کہ ممکن ہے کہ کسی وقت میں اتفاقاً حضور اکرم نے تمام ماہ شعبان کے روزے رکھے ہو جس کی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اطلاع ہوئی اور کسی کو نہیں ہوئی۔ (جمع الوسائل)

❖ حدیث پاک میں ہے کہ رسول اللہ شعبان سے زیادہ کسی مہینے میں روزہ نہ رکھا کرتے بلکہ پورے شعبان ہی کے روزے رکھ لیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے اپنی استطاعت کے مطابق عمل کرو کہ اللہ پاک اس وقت تک اپنا فضل نہیں روکتا جب تک تم اکتانہ جاؤ۔

شارح بخاری حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: مراد یہ ہے کہ شعبان میں اکثر دنوں میں روزہ رکھتے تھے اسے تقریباً یعنی غلبے کے لحاظ سے کل یعنی سارے مہینے کے روزے رکھنے سے تعبیر کر دیا جیسے کہتے ہیں فلاں نے پوری رات عبادت کی جبکہ اس نے رات میں کھانا بھی کھایا ہو اور ضروریات سے فراغت بھی کی ہو۔ یہاں تغلیباً اکثر کو کل کہہ دیا۔

مزید فرماتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شعبان میں جسے قوت ہو وہ زیادہ سے زیادہ روزے رکھے البتہ جو کمزور ہو وہ روزہ نہ رکھے کیونکہ اس سے رمضان کے روزے پر اثر پڑے گا۔ (فیضانِ شعبان)

الحديث الثانی والثلاثون:

عَنْ أُمِّ هَانِئٍ قَالَتْ كُنْتُ أَسْمَعُ قِرَاءَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ وَأَنَا عَلَى عَرِيشِي۔

(شمائل ترمذی، رقم الحدیث: ۳۱۲، ص: ۱۷۲، مطبوعہ دار الفیحاء)

ترجمہ:

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ (مسجد حرام میں) قرآن شریف پڑھتے تھے اور میں حضور اکرم ﷺ کے پڑھنے کی آواز رات کو اپنی چارپائی (بستر) پر سے سنا کرتی تھی۔

تشریح:

اس حدیث پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کا تذکرہ کیا گیا۔

✽ عریش کا معنی لغت میں چھت ہوتا ہے لیکن یہاں مراد بستر ہے۔ (شمائل ترمذی)
 ✽ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جہری تلاوت بھی جائز ہے۔ مگر یہ کہ جب کوئی تنگ نہ ہو۔
 ✽ حضور اقدس ﷺ تلاوت میں ہر آیت کو علیحدہ علیحدہ پڑھتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

الحديث الثالث والثلاثون:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِذَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي يَتَأَمَّرُ عَلَيْهِ مِنْ أَدَمٍ حَشَوْهُ لَيْفٌ -
 (شمائل ترمذی، رقم الحدیث: ۳۲۲، ص: ۱۷۷، مطبوعہ دار الفیحاء)

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کے سونے اور آرام فرمانے کا بستر چمڑے کا ہوتا تھا۔ جس میں کھجور کے درخت کی چھال بھری ہوئی تھی۔

تشریح:

اس حدیث پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بچھونے کا تذکرہ کیا گیا۔
 ✽ أَدَمٍ کا معنی ہے چمڑا اور لَيْفٌ کا معنی ہے کھجور کے درخت کی چھال۔ (لغت)
 ✽ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نرم بستر کو پسند نہیں فرماتے تھے۔

الحديث الرابع والثلاثون:

عَنْ جَابِرٍ قَالَ جَاءَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيْسَ بِرَأْسِ بَعْلٍ وَلَا بِرَدَّوْنٍ -
 (شمائل ترمذی، رقم الحدیث: ۳۳۲، ص: ۱۸۳، مطبوعہ دار الفیحاء)

ترجمہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو نہ آپ نچر پر سوار تھے اور نہ ہی ترکی گھوڑے پر۔

تشریح:

اس حدیث پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عاجزی کا تذکرہ کیا گیا۔
 ✽ بِرَدَّوْنٍ ترکی گھوڑے کو کہتے ہیں۔ (لغت)

✽ حضور اقدس اپنے صحابہ کے ہاں اکثر اوقات میں پیدل تشریف لے جایا کرتے۔ بخاری شریف میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کہتے ہیں کہ میں بیمار ہوا تو حضور اقدس اور ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں میری بیمار پر سی کے لیے تشریف لائے اور مجھے بے ہوشی کے عالم میں پایا تو حضور علیہ السلام نے وضو بنایا پھر اس وضو کا پانی مجھ پہ چھڑکا تو مجھے ہوش آگیا اور آرام ہو گیا۔ (شرح شامل ترمذی)

✽ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو کسی عمدہ گھوڑے پر سوار ہوتے نہ کسی خچر میں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب سواری پر ہوتے تو اپنے پیچھے کسی غلام کو بٹھا لیتے اور کبھی کسی عام آدمی کو کبھی ایسا ہوتا کہ آپ خود درمیان میں ہو جاتے اور ایک عام آدمی کو پیچھے بٹھا دیتے اور ایک کو آگے۔

الحديث الخامس والثلاثون:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدَّخِرُ شَيْئًا لِغَدٍ -

(شامل ترمذی، رقم الحديث: ۳۴۸، ص: ۱۹۰، مطبوعہ دار الفیحاء)

ترجمہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ دوسرے دن کے لئے کسی چیز کو ذخیرہ بنا کر نہیں رکھتے تھے۔

تشریح:

اس حدیث پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذخیرہ اندوزی سے احتراز کرنے کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

✽ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ ذخیرہ اندوزی نہیں کرتے تھے۔

✽ جو کچھ بھی حضور کے پاس ہوتا یا آپ کی خدمت اقدس میں پیش کیا جاتا سب کا سب تقسیم فرمادیتے دوسرے دن کے لیے کچھ بھی نہ رکھتے اور اس عمل سے امت کو توکل کا درس دیتے رہے۔

✽ مرغی کا توکل ملاحظہ ہو :

مرغی کو پانی دیجیے! حسب ضرورت پینے کے بعد پیالے پر پاؤں رکھ کر پانی بہا دے گی گویا یہ مرغی خاموش مبلغہ ہے اور ہمیں نصیحت کر رہی ہے کہ اے لوگو! برسوں کو جمع کر لینے کے باوجود بھی تمہیں قرار نہیں آتا جب کہ میں ایک بار پانی پی لینے کے بعد دوبارہ کے لیے بے فکر ہو جاتی ہوں کہ جس نے ابھی پانی پلایا وہ بعد میں بھی پلا دے گا۔ کاش کہ ہمیں بھی توکل کی نعمت نصیب ہو جائے۔ آمین!

(توکل اور قناعت، دعوتِ اسلامی)

الحديث السادس والثلاثون:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشَدَّ حَيَاءً مِمَّنِ الْعَذْرَاءُ فِي خِدْرِهَا وَكَانَ إِذَا كَرِهَ شَيْئًا عَرَفْنَاكَ فِي وَجْهِهِ۔ (شامل ترمذی، رقم الحديث: ۳۵۲، ص: ۱۹۲، مطبوعه دار الفیحاء)

ترجمہ:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ شرم و حیا میں کنواری لڑکی جو اپنے پردہ میں ہو اس سے کہیں زیادہ شرم و حیا والے تھے اور جب حضور ﷺ کو کوئی بات ناگوار ہوتی تو ہم آپ ﷺ کے چہرہ سے پہچان لیتے۔

تشریح:

اس حدیث پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حیا کا تذکرہ کیا گیا ہے۔
✽ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم شرم کی انتہا کی وجہ سے ناپسند دیدہ بات کا اظہار بھی نہ فرماتے۔
✽ اس حدیث پاک سے ہمیں پتہ چلا کہ حیا کرنا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کریمہ اور عادت کریمہ میں شامل ہے۔
✽ حیا کے متعلق کچھ فرامین مصطفیٰ ﷺ:

☆ حیا ایمان کی ایک شاخ ہے۔ ☆ یقیناً ہر دین کے لیے ایک خلق ہے اور اسلام کا خلق حیا ہے۔
☆ حیا ایمان کی نشانی ہے اور ایمان کا ہونا جنتی ہونا ہے۔ ☆ حیا سے بھلائی ہی پیدا ہوگی۔
☆ حیا میں بہتری ہی بہتری ہے۔ ☆ جس میں حیا نہیں ہے اس میں کوئی دین نہیں۔ ☆ جب تم میں حیا نہ ہو تو جودل میں آئے کرو۔

الحديث السابع والثلاثون:

عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ احْتَجَمَ وَأَمَرَنِي فَأَعْطَيْتُ الْحِجَامَةَ أَجْرَهُ۔

(شامل ترمذی، رقم الحديث: ۳۵۵، ص: ۱۹۳، مطبوعه دار الفیحاء)

ترجمہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ایک مرتبہ حجامہ کروایا اور مجھے اس کی مزدوری دینے کا حکم فرمایا میں نے اس کو ادا کیا۔

تشریح:

اس حدیث پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کہنا تھا کہ حجامہ کروانے کا تذکرہ کیا گیا۔

✽ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حجامہ کروانا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قولاً بھی اور فعلاً بھی ثابت ہے۔

✽ امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا حجامہ کی اجرت دینے سے یہ ثابت ہو گیا کہ حجامہ کرنے والے کو اس کی اجرت دینا جائز ہے۔

الحديث الثامن والثلاثون:

عَنْ حَذِيفَةَ قَالَ لَقِيتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِينَةِ فَقَالَ أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ وَأَنَا نَبِيُّ الرَّحْمَةِ وَنَبِيُّ التَّوْبَةِ وَأَنَا الْمُقَفِّيُّ وَأَنَا الْحَاشِرُ وَنَبِيُّ الْمَلَا حِمِرٍ۔

(شمائل ترمذی، رقم الحدیث: ۳۶۱، ص: ۱۹۶، مطبوعہ دار الفیحاء)

ترجمہ:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے راستہ میں ملا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جا رہے تھے تذکرۂ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرا نام محمد ہے اور احمد اور نبی الرحمة (رحمت والا نبی) ہے اور نبی التوبہ (توبہ والا نبی) ہے اور میں مقفی (آخری نبی) ہوں اور حاشر (جمع کرنے والا) ہوں اور نبی ملاحم (عظیم جنگ والا) ہوں۔

تشریح:

اس حدیث پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموں کا تذکرہ کیا گیا۔

✽ نَبِيُّ الرَّحْمَةِ: رحمت نرم دلی، مہربانی اور دردمندی کے اظہار کو کہتے ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت نبی کے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے لیے باعث رحمت ہے اس لیے آپ کو نبی الرحمة کہا گیا۔ (جمع الوسائل)

✽ نَبِيُّ التَّوْبَةِ: کیونکہ توبہ واستغفار کرنے سے میری امت کی توبہ قبول ہو جائے گی تو اسی لیے میں توبہ والا نبی ہوں۔ (شمائل محمدیہ)

✽ الْمُقَفِّي: الذی قفی بہ آثار الانبیاء و ختم بہ رسالتہ۔ المقفی پیچھے رہنے اور آخری ہونے کو کہتے ہیں۔ (جمع الوسائل)

✽ الْحَاشِرُ: اور میں حاشر ہوں یعنی میدان محشر میں سب لوگ میرے پیچھے ہو کر چلیں گے یا سب سے پہلے قیامت کے قبر سے اٹھوں اور لوگ میرے بعد اٹھیں گے۔ (شرح شمائل ترمذی)

✽ نَبِيُّ الْمَلَا حِمِرٍ: الملحمة: الحرب، وهو ﷺ نبی الملاحم لحرصہ علی الجہاد فی سبیل اللہ، ویكون مقداما وشجاعا فی المعركة۔ (شمائل)

✽ الملاحم: عظیم جنگ کے بڑے حادثے کو الملحمة کہتے ہیں اس کی جمع ہے الملاحم۔ (جمع الوسائل)

الحديث التاسع والثلاثون:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَكَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً يُوحَى إِلَيْهِ وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرًا وَتُؤَيَّى وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَبِتَيْنِ سَنَةً - (شماںل ترمذی، رقم الحديث: ۳۶۲، ص: ۱۹۷، مطبوعه دار الفیحاء)

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نبوت کے بعد تیرہ برس مکہ مکرمہ میں رونق افروز رہے ان تیرہ برس میں حضور ﷺ پر وحی نازل ہوتی رہی اس کے بعد مکہ مکرمہ سے ہجرت فرمائی اور دس سال مدینہ منورہ میں قیام رہا اور تریسٹھ سال کی عمر میں وصال ہوا۔

تشریح:

اس حدیث پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر کا تذکرہ کیا گیا۔

✽ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نبوت مبارکہ کے دعویٰ کے بعد تیرہ برس تک مکہ مکرمہ میں جلوہ افروز رہے۔

✽ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب آپ مدینہ منورہ ہجرت فرما کر گئے تو وہاں پر آپ دس سال تک دعوت تبلیغ اور جہاد و اعلاء کلمۃ الحق میں مصروف رہے۔

✽ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری وفات ہوئی تو اس وقت آپ تریسٹھ سال کے تھے۔ (کتب عامہ)

الحديث الرابعون:

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَأَى فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَأَى فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَخَيَّلُ بِي وَقَالَ وَرَوَّيَا الْمُؤْمِنِ جُزْئِي مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْأًا مِنَ النَّبُوَّةِ (شماںل ترمذی، رقم الحديث: ۳۹۵، ص: ۲۱۴، مطبوعه دار الفیحاء)

ترجمہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا کہ جو شخص مجھے خواب میں دیکھے اس نے حقیقتاً مجھ ہی کو دیکھا اس لئے کہ شیطان میری صورت نہیں بنا سکتا۔

حضور اکرم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ مومن کا وہ خواب (جو فرشتہ کے اثر سے ہوتا ہے) نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جزو ہوتا ہے۔

تشریح:

اس حدیث پاک میں خواب میں زیارت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ کیا گیا۔

✽ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شیطان ہر کسی کی شکل اختیار کر سکتا ہے سوائے حضور پاک ﷺ کی ذات مبارک کے۔

✽ مومن صالح کا مبارک اور اچھا خواب ایک بہت بڑی بشارت ہے جو نبوت کے اجزاء میں سے ایک جزو ہے اتنا ہی اس کی شرافت اور عظمت و برکت کے لیے کافی ہے۔ (شرح شمائل ترمذی)

چار قسم کے لوگوں سے بھلائی کی امید نہ رکھنا:

{ 14 } حضرت سیدنا یحییٰ بن معین علیہ رحمۃ اللہ المبین فرماتے ہیں: ”چار قسم کے لوگوں سے بھلائی کی اُمید نہ رکھنا (۱)..... سرحد کا پہرا دار (۲)..... قاضی کا منادی (۳)..... محدث کا بیٹا اور (۴)..... ایسا شخص جو اپنے شہر میں تو حدیث لکھے لیکن طلب حدیث کے لئے سفر نہ کرے۔“ (۲)

سب سے زیادہ عذاب

فرمانِ مصطفیٰ: ”قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب اُس عالم کو ہوگا جس کے علم نے اُسے نفع نہ دیا ہوگا۔“

(شعب الایمان، باب فی نشر العلم، الحدیث: ۱۷۷۸، ج ۲، ص ۲۸۵)

﴿الباب الثاني﴾

﴿في احوال الرواة﴾

✽ احوال زندگی

✽ تعداد مرویات

1) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ:

نام: عمر

کنیت: ابو حفص

القاب: فاروق، امیر المؤمنین، مُتَمِّمُ الْأَمْرِ بَعْدَ النَّبِيِّ، اعدل الاصحاب، امام العادلین، غیظ المنافقین، مراد رسول، وغیرہ وغیرہ۔

ولدیت: خطاب

والد کی طرف سے شجرہ نسب: عمر بن خطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن رباح بن عبد اللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی بن فہر بن مالک۔

والدہ: حَنْتَمَةُ

والدہ کی طرف سے شجرہ نسب: حَنْتَمَةُ بنتِ ہاشم بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر مخزوم۔

آپ کا نسب نویں پشت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے جا ملتا ہے۔

ولادت: آپ رضی اللہ عنہ عام الفیل کے 13 سال بعد پیدا ہوئے۔

خصوصیت:

آپ عشرہ مبشرہ صحابہ میں سے ایک ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ آپ مراد رسول ﷺ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خود آپ رضی اللہ عنہ کو اللہ عزوجل کی بارگاہ سے مانگا ہے۔

چنانچہ ام المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہے کہ سرکار ﷺ نے رب عزوجل کی بارگاہ میں امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی لیے یوں دعا فرمائی:

اللَّهُمَّ اَعِزَّ الْإِسْلَامَ بِعَمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ خَاصَّةً۔ یعنی: اے اللہ عزوجل! خصوصاً عمر بن خطاب کے ذریعے اسلام کو عزت عطا فرما۔

(فیضانِ فاروقِ اعظم)

فاروق اعظم کا آخری حج: آپ نے آخری حج 23ھ میں فرمایا۔

زمانہ خلافت: سن 13 ہجری میں مسندِ خلافت پر جلوہ فرما ہوئے اور دس سال چھ ماہ تک فائز رہے۔

شہادت: تاریخِ عالم کے اس عظیم حکمران کی پوری زندگی عزّت و شرافت اور عظمت کے کارناموں کی اعلیٰ مثال تھی، 26 ذوالحجۃ الحرام کی صبح ایک مجوسی غلام ابولؤلؤ فیروز نے آپ پر فجر کی نماز کے دوران قاتلانہ حملہ کیا اور شدید زخمی کر دیا، آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا، جب لوگ آپ کو اٹھا کر آپ کے گھر میں لائے تو مسلسل خون بہنے کی وجہ سے آپ پر غشی طاری ہو چکی تھی ہوش میں آتے ہی آپ نے اپنے بیٹے کا ہاتھ پکڑ کر انہیں اپنے پیچھے بٹھالیا اور وضو کر کے نمازِ فجر ادا کی پھر چند دن شدید زخمی حالت میں گزار کر اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔ (فیضانِ فاروقِ اعظم)

وفات: یکم محرم الحرام 24ھ۔

نمازِ جنازہ: حضرت صحیب رضی اللہ عنہ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔

مدفن: آپ کو جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

عمر مبارک: بوقتِ شہادت آپ کی عمر مبارک 63 سال تھی۔

مرویات کی تعداد: 537 احادیث۔ (حوالہ: فیضانِ فاروقِ اعظم)

ترجمانِ نبی ہم زبانِ نبی

جانِ شانِ عدالت پہ لاکھوں سلام (حدائقِ بخشش)

نہیں خوش بخت محتاجانِ عالم میں کوئی ہم سا

ملا تقدیر سے حاجت روا فاروقِ اعظم سا (ذوقِ نعت)

ڈرا سکیں گے شیاطین کس طرح ہم کو

خدا کے فضل سے حاصل ہے نسبتِ فاروق (ناور اسلوبی۔ انڈیا)

یکتاے زمنِ فاضل و ذیشانِ عمر ہیں

اخلاص و وفاعدل کی پہچانِ عمر ہیں

کافر کیلئے برقِ تپاں سیفِ الہی

مومن کیلئے لطف کا سامانِ عمر ہیں (واصف رضا و اصف)

(2) حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ:

نام: علی

کنیت: ابوتراب، ابوالحسن

القاب: اسد اللہ، مرتضیٰ، کرار، شیر خدا، مولا مشکل کشا، جانشین رسول، زوج بتول امیر المؤمنین، وغیرہ وغیرہ۔

ولدیت: ابوطالب

والد کی طرف سے شجرہ نسب: علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن فہر بن مالک۔

والدہ: فاطمہ

والدہ کی طرف سے شجرہ نسب: فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی۔

ولادت: عام الفیل کے 30 سال بعد 13 رجب المرجب بروز جمعۃ المبارک مکہ میں پیدا ہوئے۔

خصوصیت:

آپ ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ از روئے مواخات بھائی کہا۔ (تاریخ الخلفاء)

آپ عشرہ مبشرہ صحابہ میں سے ایک ہے۔

فتح خیبر کے موقع پر آپ کو علم عطا فرمایا۔

مدت خلافت: 4 برس 8 ماہ اور 9 دن۔

حملہ: 17 یا 19 رمضان المبارک کو ایک خبیث خارجی کے قاتلانہ حملے سے شدید زخمی ہو گئے۔

وفات: 21 رمضان المبارک 40ھ بروز اتوار آپ نے جام شہادت نوش فرمایا۔

نماز جنازہ: آپ کی نماز جنازہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔

مدفن: کوفہ

مرویات کی تعداد: 586 احادیث۔ (حوالہ: تاریخ الخلفاء، کرامات شیر خدا)

شاہ مرداں شیریزداں قوت پروردگار لافقی الاعلیٰ لاسیف الازدوالفقار

مرتضیٰ شیر خدا، مرحب کشا، خیبر کشا سرور لشکر کشا، مشکل کشا امداد کن (حدائق بخشش)

مولیٰ علی نے واری تیری نیند پر نماز اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے (حدائق بخشش)

(3) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا :

نام : عائشہ

کنیت : اُم عبد اللہ

آپ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کنیت مقرر کرنے کی درخواست کی، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے بھانجے (یعنی عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ) سے اپنی کنیت رکھ لو۔

القاب : صدیقہ، حبیبۃ الرسول، المہربۃ، المؤمنۃ، طیبہ، بنت صدیق، حبیبۃ المصطفیٰ اور حمیراء، وغیرہ وغیرہ۔

خطاب : اُم المؤمنین

ولدیت : حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

والد کی طرف سے شجرہ نسب : ابو بکر بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی۔

والدہ : زینب مگریہ اپنی کنیت ام رومان سے زیادہ مشہور ہیں۔

والدہ کی طرف سے : ام رومان بنت عامر بن عویمر بن عبد شمس بن عتب بن اذینہ بن سبیح بن دھمان بن حارث بن غنم بن مالک بن کنانہ۔

ولادت :

آپ بعثت کے چوتھے سال پیدا ہوئیں۔ (فیضانِ امہات المؤمنین)

خصوصیت :

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: مجھے تمام ازواجِ مطہرات پر ایسی 10 فضیلتیں حاصل ہے جو کسی اور کو نہیں۔

(1) : نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سوا کسی کنواری عورت سے نکاح نہیں کیا۔

(2) : میرے سوا ازواجِ مطہرات میں سے کوئی بھی ایسی نہیں جن کے ماں باپ دونوں مہاجر ہوں۔

(3) : اللہ تعالیٰ نے آسمان سے میری براءت نازل فرمائی۔

(4) : نکاح سے قبل حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایک ریشمی کپڑے میں میری صورت لاکر حضور ﷺ کو دکھلا دی تھی۔

(5) : میں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے پانی لے لے کر غسل کرتے تھے۔

(6) : حضور اقدس ﷺ نماز تہجد پڑھتے تھے اور میں حضور ﷺ کے آگے سوئی رہتی تھی۔

(7) : میں حضور ﷺ کے ساتھ 1 لحاف میں سوتی رہتی تھی اور آپ ﷺ پر خدا کی وحی نازل ہوا کرتی تھی۔

(8): وفات اقدس کے وقت میں حضور ﷺ کو اپنے گود میں لئے ہوئی بیٹھی تھی اور آپ ﷺ کا سر انور میرے سینے اور حلق کے درمیان میں تھا اور اسی حالت میں حضور ﷺ کا وصال ہوا۔

(9): نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میری باری کے دن وفات پائی۔

(10): حضور اقدس ﷺ کی قبر انور خاص میرے گھر میں بنی۔ (فیضانِ عائشہ صدیقہ)

وفات : باختلاف اقوال 17 رمضان المبارک منگل کی رات 58ھ

نمازِ جنازہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمائی۔

مدفن: جنۃ البقیع

عمر: 67

مرویات: 2210 احادیث۔ (فیضانِ امہات المؤمنین)

(حوالہ: فیضانِ امہات المؤمنین، سیرتِ مصطفیٰ ﷺ، فیضانِ حضرت عائشہ، امہات المؤمنین)

یعنی ہے سورہ نور جن کی گواہ

ان کی پر نور صورت پہ لاکھوں سلام (حدائقِ بخشش)

آپ کا علم و فقہ تحقیق قرآن و حدیث

دیکھ کر حیران ہے سارے صحابہ و تابعین (دیوانِ سالک)

یہ فقیہ عالمہ ہیں سیدہ ماں عائشہ

علم میں سب سے جدا ہیں سیدہ ماں عائشہ (اجاگر)

کس طرح ہو بیاں رفعتِ عائشہ

جب ہے قرآن میں مدحتِ عائشہ

عالمہ، فاضلہ، مفتیہ آپ ہیں

ہے عیاں چار سو حکمتِ عائشہ

حجرۃ عائشہ مرقدِ مصطفیٰ

واہ کیا خوب ہے شوکتِ عائشہ (ڈاکٹر محمد حسین مشاہد)

(4) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا:

نام: ہند

کنیت: ام سلمہ

ولدیت: ابوامیہ

نسب: ہند بنت ابوامیہ بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم۔

والدہ: عاتکہ

نسب: ہند بنت عاتکہ بنت عامر بن ربیعہ۔

پہلا نکاح: حضرت ابو سلمہ (یہ حضور ﷺ کے رضاعی بھائی ہے۔)

خصوصیت:

آپ ﷺ اور آپ رضی اللہ عنہا کے خاندان میں بہت قریبی قرابت داری پائی جاتی تھی۔

چنانچہ پیارے آقا ﷺ کی پھوپھی عاتکہ بنت عبد المطلب، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے والد ابوامیہ بن مغیرہ کی زوجیت میں تھی اس لحاظ

سے حضور ﷺ کی پھوپھی حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا کی سوتیلی والدہ ہوئیں۔

آپ رضی اللہ عنہا السبقون الاولون صحابہ کرام کی فہرست میں شامل ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہا نے پہلے حبشہ پھر مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔

وفات: 59ھ۔

نماز جنازہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ۔

مدفن: جنت البقیع

عمر: 84

مرویات: 378 احادیث

(حوالہ: امہات المؤمنین، سیرت مصطفیٰ ﷺ فیضان امہات المؤمنین)

ام سلمہ زوجہ شاہ امم ہے خواتین جہاں میں محترم

ساجدان کی ذات پر لاکھوں سلام ساری امت پر رہے ان کا کرم (نعت خواں: صغیر احمد نقشبندی)

5) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ:

نام: عبداللہ

کنیت: ابو عبد الرحمن

ولدیت: حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ۔

شجرہ نسب: حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن رباح بن عبد اللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب۔
والدہ: زینب بنت مطعون۔

ولادت: بعثت نبوی کے تیسرے سال۔

قبول اسلام: آپ نے اپنے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اسلام قبول کیا۔

خصوصیت:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ کی صحبت آپ کی بارگاہ کی دائمی حاضری، سفر و حضر کی ہمرکابی، فاروق اعظم کی تعلیم و تربیت اور خود ان کی تلاش و جستجو نے مذہبی علوم کا دریا بنادیا تھا، قرآن، تفسیر، حدیث، فقہ وغیرہ تمام مذہبی علوم کے بحر و بر تھے، آپ کا شمار علمائے مدینہ کے اس زمرہ میں تھا جو علم و عمل کے مجمع البحرین سمجھے جاتے تھے۔
حملہ: ایک دفعہ ظالم گورنر حجاج بن یوسف امیر الحج بن کر آیا اور آپ نے خطبہ کے درمیان اس کو ٹوک دیا اس کے بعد حجاج بن یوسف کے حکم پر ایک شخص نے آپ کے پاؤں پر زہر میں بچھا ہوا نیزہ چھو دیا جس کی وجہ سے آپ کا پاؤں بہت زیادہ پھول گیا۔
وفات: زخم کی وجہ سے چند دنوں بعد مکہ میں آپ کا وصال ہو گیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے 2 یا 3 ماہ بعد 73ھ شعبان یار رمضان میں وفات پائی۔
مدفن: مکہ معظمہ کے مقام مصعب یا مقام ذی طوی میں۔

عمر: 84 یا 86

مرویات: 1630 احادیث

(حوالہ: کرامات صحابہ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ)

مصطفیٰ کے ہے صحابی نامور ابن عمر ہے فقیہانِ جہاں کے رہبر ابن عمر

چوم کر نعلین احمد ہو گئے وہ سرفراز علم اور اعمال میں ہے معتبر ابن عمر

نام عبداللہ ہی ان کی بندگی پر ہے دلیل یادِ رب میں رہتے ساجد رات بھر ابن عمر (نعت خواں: پروفیسر ایوب)

6) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ:

نام: عبد اللہ

کنیت: ابو العباس

لقب: جبر الامۃ

ولدیت: حضرت عباس رضی اللہ عنہ

شجرہ نسب: عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف القرشی الہاشمی۔

والدہ: ام الفضل

ولادت: ہجرت کے 3 سال قبل پیدا ہوئے۔

خصوصیت:

حضور ﷺ نے ان کیلئے حکمت اور فقہ و تفسیر کے علوم کے حاصل ہونے کیلئے دعا مانگی۔

قال رسول اللہ ﷺ: اللہم فقهہ فی الدین و علمہ التأویل۔ (تفسیر بیضاوی)

وفات: 68ھ میں مقام طائف میں وصال فرمایا۔

نماز جنازہ: محمد بن حنفیہ (دیکھیے)

عمر: 71

مرویات: 2660 احادیث

(حوالہ: کرامات صحابہ)

حضرت عبد اللہ بن عباس نجم مصطفیٰ

وہ مفسر تھے فقیہ دہر تھے حق آشنا

ان کو جبر الامۃ کہتے ہیں سبھی اہل حرم

اہل علم و فضل نے مانا ہے ان کا مرتبہ

آج بھی اقوال ان کے بانٹتے ہیں روشنی

آج بھی فیضان ساجد آپ کا ہے مل رہا (نعت خواں: محمد جنید اقبال)

(7) حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ:

نام: عبد اللہ

کنیت: ابو سعید

ولدیت: مغفل بن عبد

شجرہ نسب: عبد اللہ بن مغفل بن عبد بن عقیف بن سہم بن ربیعہ بن عدی بن ثعلبہ بن ذویب بن سعد بن عدی بن عثمان بن مزنیہ مزنی۔

خصوصیت: عبد اللہ بن مغفل اصحاب صفہ میں شمار صحابی رسول ہیں۔

وفات: 59ھ یا 60ھ

نماز جنازہ: حضرت ابو ہریرہ سلمی رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔

مدفن: بصرہ (الاصابہ)

(8) حضرت عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہ:

نام: عبد اللہ

پرانا نام: عاصی

ولدیت: حارث بن جزء

نسبت: زبیدی

سلسلہ نسب: عبد اللہ بن الحارث بن جزء بن معدیکرب بن عمرو بن عسم بن عمرو بن عویج بن عمرو بن زبید الزبیدی۔

خصوصیت: عبد اللہ بن حارث اصحاب صفہ میں شمار صحابی رسول ہیں۔

وفات: بروایت مشہورہ 86ھ۔

مدفن: مصر کے ایک گاؤں میں۔

آپ رضی اللہ عنہ مصر میں وفات پانے والے سب سے آخری صحابی ہیں۔ (الاصابہ)

9) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ:

نام: انس

کنیت: ابو حمزہ

لقب: خادم النبی

ولدیت: مالک

نسب نامہ: انس بن ملک بن النضر بن ضمضم بن زید بن حرام انصاری

والدہ: ام سلیم بنت ملحان

ولادت: ہجرت نبوی ﷺ سے 10 سال پہلے پیدا ہوئے۔

خصوصیت: آپ ﷺ نے مدینہ میں اقامت فرمائی تو حضرت ابو طلحہ حضرت انس کو لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ انس کو اپنی غلامی میں لے لیجئے، آپ ﷺ نے منظور فرمایا اور حضرت انس خادمان خاص کے زمرہ میں داخل ہو گئے۔

وفات: بروایت مشہورہ 91ھ

عمر: 103 اور بعض نے 110 بتائی۔

مدفن: بصرہ سے 2 کوس کے فاصلے پر۔

بصرہ میں وفات پانے والے صحابیوں میں سب سے آخر میں آپ کا وصال ہوا۔

(حوالہ: کرامات صحابہ، الاصابہ)

10) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ:

نام: عبدالرحمن یا عبداللہ

پرانا نام: عبدالشمس

لقب: ابو ہریرہ

ولدیت: صخر

خصوصیت:

حضرت ابو ہریرہ بالاتفاق صحابہ کرام کی جماعت میں سب سے بڑے حافظ حدیث تھے، اگرچہ حضرت عبداللہ بن عمر اور انس بن مالک بھی حفاظ میں ممتاز درجہ رکھتے تھے، لیکن حضرت ابو ہریرہ کو کثرت روایت میں ان پر بھی فوقیت حاصل تھی، آپ ﷺ فرماتے تھے کہ ابو ہریرہ علم کا ظرف ہیں۔ (بخاری)

مضبوط حافظہ:

آپ نے ایک دن حضور ﷺ سے شکایت کی کہ یا رسول اللہ! صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں آپ کی حدیثوں کو بھول جاتا ہوں تو حضور نے حکم دیا کہ تم اپنی چادر کو زمین پر پھیلا دو چنانچہ انہوں نے اپنی چادر پھیلا دی پھر حضور نے کچھ حدیثیں بیان فرمائیں اور ان سے ارشاد فرمایا کہ اس چادر کو سمیٹ کر اپنے سینے سے لگا لو۔ اس کے بعد حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کا حافظہ اتنا قوی ہو گیا کہ جو کچھ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سنا اس کو عمر بھر یاد رکھا اور کبھی نہ بھولے۔

وفات: 59ھ

نماز جنازہ: حضرت ولید رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔

مدفن: جنت البقیع

عمر: 78

مرویات: 5374 احادیث

(شان ابو ہریرہ، کرامات صحابہ)

کیوں جناب ابو ہریرہ تھا وہ کیسا جام شیر
جس سے ستر صاحبوں کا منہ دودھ سے بھر گیا (حدائق بخشش)
خدا نے بخشا تمہیں جہاں میں عظیم رتبہ ابو ہریرہ
عطائے سرکار سے ہے ہر سو تمہارا چرچا ابو ہریرہ
سمائے فضل و کمال کا ہے تو در حقیقت مدد درخشاں

حدیث دانی میں ہے نمایاں مقام تیرا ابو ہریرہ (واصف رضا و اصف)

نجم رسول اکرم حضرت ابو ہریرہ

اصحاب میں معظم حضرت ابو ہریرہ (نعت خواں: ذیشان قادری)

11) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ:

نام: عبد اللہ

کنیت: ابو موسیٰ

نسبت: ان کا خاندان قبیلہ اشعر سے تعلق رکھتا تھا، اسی کے انتساب سے وہ اشعری مشہور ہوئے۔

ولدیت: قیس

سلسلہ نسب: عبد اللہ بن قیس بن سلیم بن حضار بن حرب بن عامر بن عنز بن بکر بن عامر بن عذر بن وائل بن ناجیہ بن الجماہر بن الاشعر۔

والدہ: طیہ بنت وہب

خصوصیت:

حضرت ابو موسیٰ ان مخصوص صحابہ میں سے تھے، جن کو بارگاہ رسالت میں خاص تقرب اور شرف پزیرائی حاصل تھا، اس لیے وہ نبوت کے چشمہ فیض سے پوری طرح سیراب تھے، وہ ان چھ آدمیوں میں سے ایک تھے، جن کو خود عہد رسالت میں مسائل کے جواب اور فتویٰ دینے کی اجازت تھی۔ حضرت اسود تابعی کا بیان ہے کہ میں نے کوفہ میں حضرت علی اور حضرت ابو موسیٰ سے زیادہ کسی کو صاحب علم نہیں دیکھا، حضرت علی فرماتے تھے کہ: "ابو موسیٰ سر تا پا علم کے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔"

وفات: 44ھ اور ایک قول 52ھ

عمر: 63

(حوالہ: کرامات صحابہ، ماہنامہ دعوت اسلامی)

12) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ:

نام: سلمان

کنیت: ابو عبد اللہ

لقب: سلمان الخیر

پرانا نام: نابہ

نسبت: آپ فارس کے رہنے والے تھے تبھی فارسی کہلائے۔

ولدیت: ابو ذخشان

سلسلہ نسب: مابہ ابن ابو ذخشان بن مورسلان بن یہوذا بن فیروز ابن سہرک۔

آپ جب دامن اسلام سے وابستہ ہوئے تو آپ نے اپنے نسب میں والد کے نام کی جگہ لفظ اسلام لگا کر خود کو سلمان بن اسلام فرمایا۔

خصوصیت:

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

سلمان منا اهل البيت (یعنی سلمان ہم میں سے ہیں)۔

صرف اہلبیت مصطفویٰ میں نہیں شریک

اصحاب کی بھی جان ہیں سلمان فارسی (صبحِ رحمانی)

وفات: 10 رجب المرجب 33ھ یا 35ھ یا 36ھ

مدفن: مدائن (عراق کا شہر)

عمر: ایک قول کے مطابق 250 اور ایک کے مطابق 350

آپ رضی اللہ عنہ ان ہستیوں میں سے ایک ہے کہ جنت جن کی مشتاق ہے۔

جنتی ایسا کہ جس کی خلد خود مشتاق ہے

یعنی سلمان رونق گلزارِ رضواں ہو گیا (محمد شہزاد مجددی)

(حوالہ: کراماتِ صحابہ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ)

جب شبِ کونین کی چوکھٹ کا درباں ہو گیا

اک گدائے فارسی، رشک سلیمان ہو گیا

صاحب خندق، مشیرِ مصطفیٰ، بحر العلوم

خیر کا پیکر، امیر اہل ایمان ہو گیا

غزوہ احزاب میں چمکے تھے جوہر اور بھی

جلوہ خورشیدِ فارس اور تاباں ہو گیا (محمد شہزاد مجددی)

13) حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ:

نام: حذیفہ

کنیت: ابو عبد اللہ

لقب: صاحب سر رسول اللہ ﷺ یعنی رسول اللہ ﷺ کے رازدان

والد: آپ رضی اللہ عنہ کے والد ماجد کا نام حضرت حنبل یا حَسْبِل تھا مگر ”یمان“ کے لقب سے مشہور ہوئے۔

سلسلہ نسب: حذیفہ بن حسیل بن جابر بن عمرو بن ربیعہ بن فرودہ بن حارث بن مازن بن قطیعہ بن عبس بن بعبیض بن ریث بن غطفان العبسی۔

والدہ: رباب بنت کعب

سلسلہ نسب: رباب بنت کعب بن عدی بن عبد الاشہل۔

مقام پیدائش: مدینہ منورہ

خصوصیت:

آپ رضی اللہ عنہ سرکار ﷺ کے رازدان تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ منافقین اور علاماتِ نفاق کی خوب پہچان رکھتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ غیب کی خبریں بتانے والے پیارے آقا ﷺ نے آپ

رضی اللہ عنہ کو اپنے قریب بلایا اور ایک ایک منافق کا نام بتایا۔

وصال: آپ رضی اللہ عنہ کا وصال حضرت عثمان غنی کی شہادت کے 40 دن بعد غالباً 28 محرم الحرام 36ھ کو مدائن میں ہوا۔

مدفن: مدائن۔

جسم سلامت رہا:

وصال کے سینکڑوں سال بعد غالباً 20 ذوالحجۃ الحرام 1351ھ کے دن قبر میں نئی آجانے کے باعث حضرت سیدنا حذیفہ اور حضرت سیدنا جابر

رضی اللہ عنہما کے اجسام مبارکہ کی منتقلی ہوئی تو پوری دنیا سے آنے والے لاکھوں زائرین نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ دونوں

اصحابِ رسول رضی اللہ عنہما کے اجسام مقدسہ اور پاکیزہ کفن یہاں تک کہ داڑھی مبارک کے بال تک بالکل صحیح سلامت تھے۔ اجسام مقدسہ کو

دیکھ کر یوں محسوس ہوتا تھا کہ شاید انہیں رحلت فرمائے ہوئے دو تین گھنٹے سے زائد وقت نہیں گزرا۔

دہن میلا نہیں ہوتا، بدن میلا نہیں ہوتا

خدا کے پاک بندوں کا کفن میلا نہیں ہوتا

14) حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ:

نام: دحیہ، نسبت: آپ کا تعلق قبیلہ بنو کلب سے ہے اسی وجہ سے کلبی کہلائے۔

ولدیت: خلیفہ

سلسلہ نسب: دحیہ بن خلیفہ بن فروة بن فضالہ بن زید بن امرئ القیس بن الخزج بن عامر بن بکر بن عامر الاکبر بن عوف بن بکر بن عوف بن

عذرة بن زید اللات بن رفيدة بن ثور ابن کلب بن وبرة، الکلبی

اسلام: آپ غزوہ بدر سے پہلے اسلام لائے مگر غزوہ بدر میں شریک نہ ہو سکے۔

خصوصیت:

حضرت جبرائیل علیہ السلام بعض اوقات آپ کی شکل اختیار کر کے بارگاہ رسالت میں آتے رہے۔

وصال: آپ کا وصال حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں ہوا۔

مدفن: آپ کی قبر مبارک مِزّة گاؤں کے ایک پہاڑ کی چوٹی پر واقع ہے۔

مرویات: 6 احادیث۔ تابعین عظام کے ایک گروہ نے آپ سے احادیثِ کریمہ روایت کی ہیں۔

15) حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ:

نام: سعد

کنیت: ابو سعید، نسبت: آپ خدرہ خاندان سے ہیں جبھی خدری کہلائے۔

والد: مالک

سلسلہ نسب: سعد بن مالک بن سنان بن عبید بن ثعلبہ بن الجبر (خدرہ) ابن عوف بن حارث بن خزرج۔

والدہ: انیسہ بنت ابو حارثہ

خصوصیت: آپ اصحاب صفہ میں شمار صحابی رسول ہیں۔

آپ نہایت حق گو تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حق گوئی کی تاکید کرتے سنا تھا، لیکن کاش نہ سنا ہوتا، ایک مرتبہ اس

حدیث کا جس میں حق گوئی کی تاکید تھی، ذکر چھیڑا تو رو کر کہا کہ حدیث تو ضرور سنی، لیکن عمل بالکل نہ ہو سکا۔

وفات و مدفن: 64ھ جمعہ کی دن وفات پائی، جنت البقیع میں قبر مبارک ہے۔

عمر: ایک قول کے مطابق 86 سال اور ایک قول کے مطابق 74 سال۔

16) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ:

نام: نعمان

کنیت: ابو عبد اللہ

ولدیت: بشیر

سلسلہ نسب: نعمان بن بشیر بن سعد بن ثعلبہ بن غلاس بن زید بن مالک اغر بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن الخزرج الاکبر

والدہ: عمرہ بنت رواحہ

ولادت: ربیع الثانی 2ھ

خصوصیت: ہجرت کے بعد انصار میں یہ سب سے پہلے بچے تھے۔

حضرت نعمان کو حدیث فقہ سے کامل واقفیت تھی۔

وفات و مدفن: 65ھ میں وفات پائی اور آپ کی قبر مبارک حمص میں ہے۔

17) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ:

نام: مغیرہ

کنیت: ابو عیسیٰ، ابو محمد، ابو عبد اللہ

لقب: مغیرۃ الرأی

ولدیت: شعبہ بن ابو عامر

پیدائش: شہر طائف میں ہوئی۔

قبول اسلام: 5ھ میں دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

خصوصیت: مغیرہ بن شعبہ کو ایک مدبر اور فوجی شخص تھے، تاہم ان کو مذہبی علوم سے بھی وافر حصہ ملا تھا اور اپنے زمرہ میں علمی حیثیت سے ممتاز

شخصیت رکھتے تھے۔

آپ سفر و حضر میں سرکار ﷺ کے ساتھ رہتے اور سرکار ﷺ کا وضو کا برتن ساتھ رکھتے تھے۔

وفات: آپ 70 سال کی عمر پا کر شعبان المعظم 50ھ میں وصال فرما گئے۔

مزار: کوفہ

مرویات: 136 احادیث

18) حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ:

نام: سائب

کنیت: ابو یزید

ولدیت: یزید

سلسلہ نسب: سائب بن یزید بن سعید بن شمامة بن الأسود بن أخت النمر

ولادت: 2ھ

خصوصیت:

كان السائب بن یزید من مقدم رأسه إلى هامته أسود، وسائر لحيته ورأسه أبيض، فسئل فقال: (مَرَّي النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ لِي:

”مَنْ أَنْتَ“ قلت: السائب بن یزید، فمسح رأسي فلا يبيض موضع يده أبدًا)

حضور ﷺ نے ان کے سر پر اپنا دستِ اقدس پھیرا تو آپ کے سر کے بال کبھی سفید نہ ہوئے۔

وفات: 80ھ

مرویات: 5 احادیث

19) حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ:

نام: سمرہ

کنیت: ابو عبد الرحمن

ولدیت: جندب

سلسلہ نسب: سمرہ بن جندب بن ہلال بن حرقم بن مراہ بن حزن بن عمرو بن جابر۔

قبول اسلام: ہجرت کے بعد مسلمان ہوئے۔

خصوصیت:

حضرت سمرہ فضلاء صحابہ میں سے تھے اور ان کے کم عمر ہونے کے باوجود سینکڑوں حدیثیں یاد تھیں۔

وفات: 54ھ

(20) حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہ:

نام: فاختہ

کنیت: ام ہانی

ولدیت: حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم

سلسلہ نسب: فاختہ بنت علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن فہر بن مالک۔

والدہ: فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

آپ حضور ﷺ کی چچا زاد بہن جبکہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی سگی بہن ہے۔

قبول اسلام: 8ھ فتح مکہ کے موقع پر ایمان لائی۔

خصوصیت: شب معراج میں ان ہی کے گھر سے حضور ﷺ معراج میں گئے۔

وفات: امیر معاویہ کے دور حکومت میں۔

مرویات: 46 احادیث

(21) حضرت عمر بن ابو سلمہ رضی اللہ عنہ:

نام: عمر

ولدیت: ابو سلمہ

والدہ: ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا

پیدائش: ہجرت کے دوسرے سال حبشہ میں

خصوصیت: ان کی حضور ﷺ سے ڈبل رشتہ داری ہے۔

یہ حضور ﷺ کے رضاعی بھتیجے بھی ہے اور سوتیلے بیٹے بھی۔

وفات: 83ھ عبدالمالک بن مروان کی خلافت کے درمیان ہوئی۔

(22) حضرت ابو بريدہ رضی اللہ عنہ:

نام: بریدہ

کنیت: ابو عبد اللہ

ولدیت: حصیب

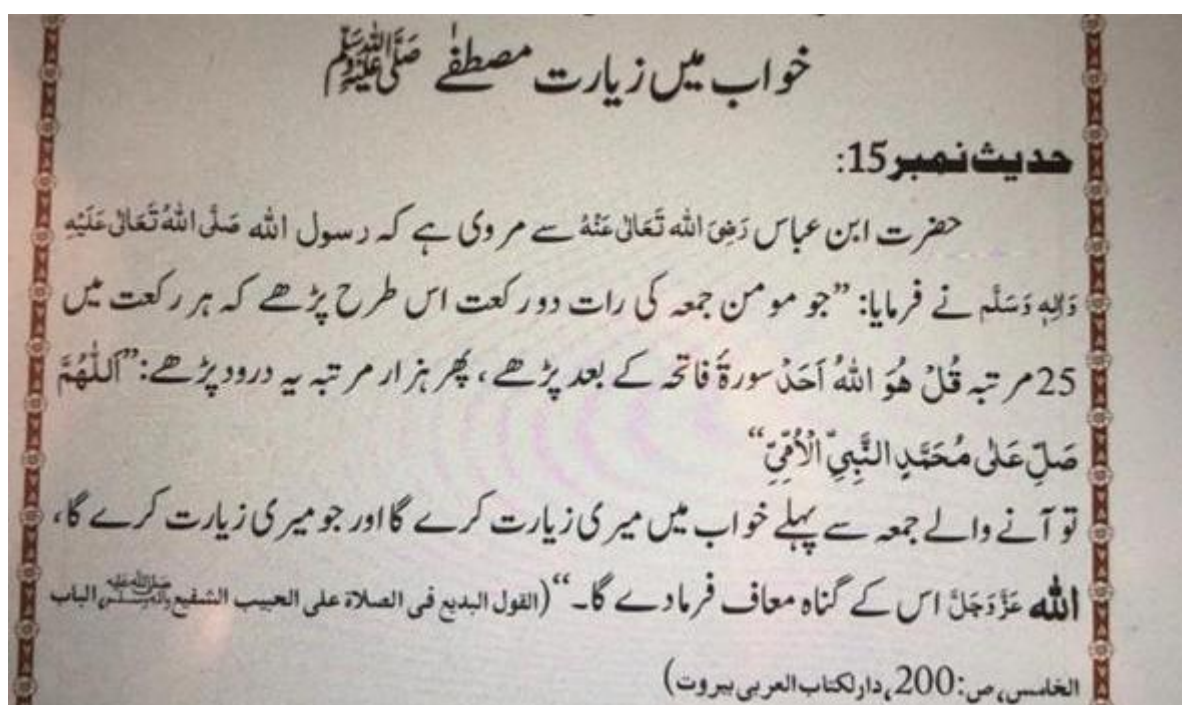
سلسلہ نسب: بریدہ بن حصیب بن عبد اللہ بن حارث بن اعرج بن سعد بن زراح بن عدی بن سہم بن مازن بن حارث بن سلمان بن اسلم اسلمی۔

قبول اسلام: آپ رضی اللہ عنہا عین زمانہ ہجرت میں مشرف باسلام ہوئے۔

خصوصیت: حضرت بریدہ کو بارگاہ نبوی ﷺ میں پذیرائی حاصل تھی، حضور ﷺ ان سے بے تکلفانہ ملتے تھے، کبھی کبھی آپ ﷺ ان کے ہاتھ میں ہاتھ دیے ہوئے نکلتے تھے، ایک مرتبہ یہ کسی ضرورت سے کہیں جا رہے تھے، راستہ میں آپ ﷺ سے ملاقات ہو گئی، آپ نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور آگے بڑھے۔

وفات: 63ھ یزید کے عہد حکومت میں وفات پائے۔

مرویات: 164 احادیث۔



الباب الثالث

في ترجمة امام ترمذی رحمہ اللہ

نام و کنیت

پیدائش و وفات

اساتذہ و تلامذہ

تصانیف

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سیرتِ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ

نام : محمد

کنیت : ابو عیسیٰ

القاب : امام الائمہ ، شیخ المحدثین ، محسن امت۔

ولدیت : عیسیٰ

سلسلہ نسب : امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ بن موسیٰ بن الضحاک ابن السکن سلمی ترمذی۔

ولادت : 209ھ

جائے پیدائش و نسبت : موجودہ ازبکستان کے شہر ترمذ میں پیدا ہوئے اسی وجہ سے ترمذی کہلائے۔

تعلیم و تربیت :

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ابتدائی تعلیم و تربیت وطن مالوف خراساں میں علم و فضل کے غلغلوں سے معمور شہر ترمذ میں ہوئی، مزید طلب علم کیلئے عالم اسلام کا طواف کیا، نامور اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کئے، جلیل القدر محدثین سے اکتساب فیض کیا، بے شمار شیوخ سے استفادہ کیا، سینکڑوں ارباب کمال سے سماع کیا۔ (امام محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ (مجلس آئی ٹی))

اساتذہ :

- (1) : قتیبہ بن سعید
- (2) : ابو مصعب
- (3) : ابراہیم بن عبد اللہ ہروی
- (4) : اسماعیل بن موسیٰ اسدی
- (5) : سوید بن نصر
- (6) : علی بن حجر
- (7) : محمد بن عبد المالك بن ابی شوارب
- (8) : عبد اللہ بن معاویہ
- (9) : امام المحدثین امام بخاری
- (10) : سند المحدثین امام مسلم رحمۃ اللہ علیہم

(تذکرۃ الحفاظ)

تلازمہ :

- (1): ابو حامد احمد بن عبد اللہ بن داؤد مروزی (2): بیستم بن کلیم شامی (3): محمد بن محبوب ابو العباس محبوب مروزی
(4): احمد بن یوسف نسفی (5): ابو الحارث اسد بن حمودیه (6): داؤد بن نصر بن سہیل بزدوری
(7): عبد بن محمد بن محمود نسفی (8): محمد بن نمیر (9): محمد بن محمود
(10): محمد بن مکی بن فوج (11): ابو جعفر محمد بن سفیان بن نصر نسفی (12): محمد بن منذر ابن سعید ہروی رحمۃ اللہ علیہم
(تہذیب التہذیب)

تصانیف :

- (1): جامع ترمذی (2): کتاب العلل (3): کتاب التاریخ
(4): کتاب الزہد (5): کتاب الاسماء والکنی (6): کتاب الشمائل الحمدیہ
(امام محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ (مجلس آئی ٹی))

وفات و مدفن :

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے 13 رجب المرجب 279ھ کو وصال فرمایا، آپ کا مزار مبارک ترمذ، خراساں میں مرجع خلافت ہے۔ (مرآۃ المناجیح)
اللہ پاک سے دعا ہے کہ میری اس کاوش کو قبول فرمائے۔ آمین!

تمت بالخیر

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

مرتب : حافظ محمد فیضان بن شہاب الدین عطاری (درجہ سادسہ)

زیر نظر : مولانا ابو احمد رفیق حسین عطاری المدنی (معلم جامعۃ المدینہ)

معاون : شیخ شہادت علی بن اسلم علی (درجہ سادسہ)

جامعۃ المدینہ فیضان بہار مدینہ

تاریخ : ۲۴ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بمطابق 20 ستمبر 2022ء شب بدھ

الْحَدِيثُ

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ: دُكِرَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلَانِ: أَحَدُهُمَا عَابِدٌ، وَالْآخَرُ عَالِمٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِي عَلَى أَدْنَاكُمْ". ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ اللَّهَ، وَمَلَائِكَتَهُ، وَأَهْلَ السَّمَاوَاتِ، وَالْأَرْضِينَ، حَتَّى النَّمْلَةَ فِي جُحْرِهَا، وَحَتَّى الْحُوتَ، لَيَصَلُّونَ عَلَى مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَيْرِ".

سنن الترمذی | أَبْوَابُ الْعِلْمِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | بَابُ: مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْفَقْهِ عَلَى الْعِبَادَةِ

